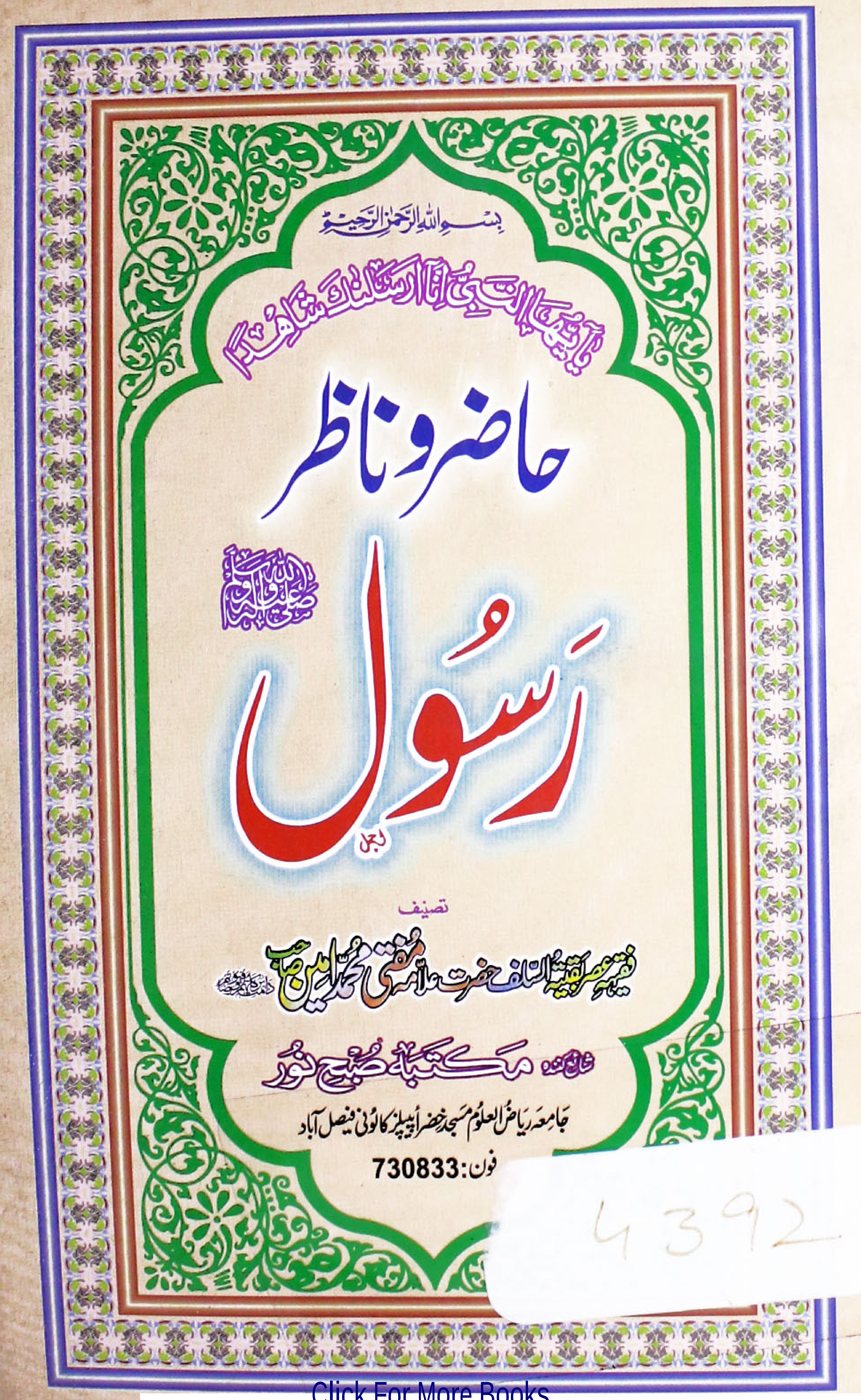

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا
حاضر و ناظر
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تصنیف
فقیہ عصر بقیۃ السلف حضرت علامہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم
ناشر مکتبہ صبح نور
جامعہ ریاض العلوم مسجد خضرا پیپلز کالونی فیصل آباد
فون: 730833

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ
اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ
شَاهِدًا (قرآن مجید)

حاضر و ناظر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تصنیف

فقیہ عصر حضرت علامہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم

ناشر: مکتبہ صبح نور

جامعہ ریاض العلوم تبلیغ الاسلام مسجد خضرا۔ پیپلز کالونی ڈی بلاک۔ فیصل آباد

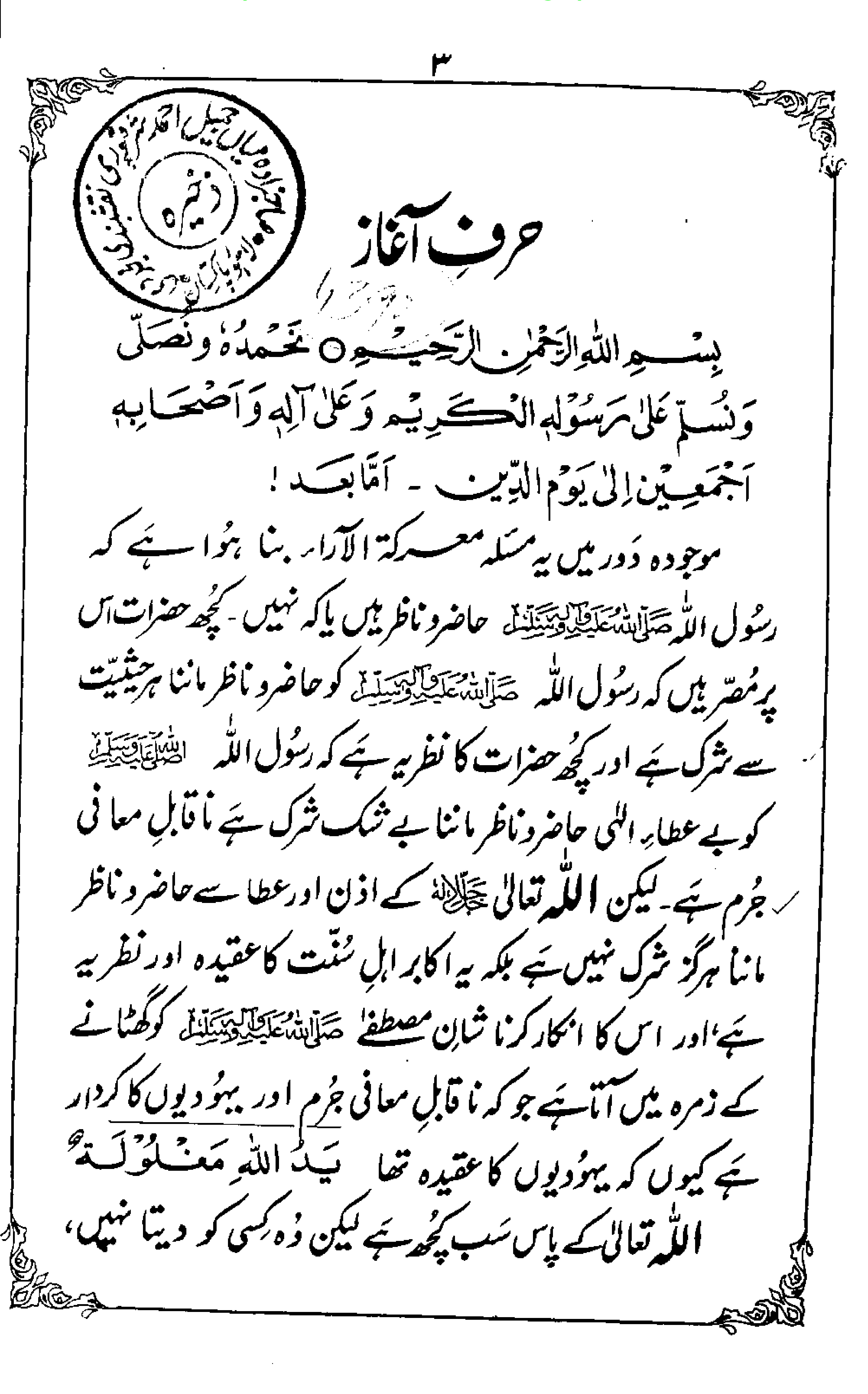
فون: 041-730833-34

نام کتاب ـــــــ حاضر و ناظر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مصنّف ـــــــ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ
اشاعت ـــــــ اوّل ۱۴۱۸ھ
مطبع ـــــــ
کتابت ـــــــ احمد علی بھٹہ
تعداد ـــــــ گیارہ سو
قیمت ـــــــ

ملنے کا پتہ

مکتبہ صبحِ نور

جامعہ ریاض العلوم تبلیغ الاسلام مسجد خضرا۔ بیلپز کالونی ڈی بلاک۔ فیصل آباد
فون: 041-730833-34



حرفِ آغاز

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۔ اَمَّا بَعْد !

موجودہ دور میں یہ مسئلہ معرکۃ الآراء بنا ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر و ناظر ہیں یا کہ نہیں۔ کچھ حضرات اس پر مصر ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننا ہر حیثیت سے شرک ہے اور کچھ حضرات کا نظریہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے عطاءِ الٰہی حاضر و ناظر ماننا بے شک شرک ہے ناقابلِ معافی جرم ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے اذن اور عطا سے حاضر و ناظر ماننا ہرگز شرک نہیں ہے بلکہ یہ اکابر اہلِ سنّت کا عقیدہ اور نظریہ ہے، اور اس کا انکار کرنا شانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھٹانے کے زمرہ میں آتا ہے جو کہ ناقابلِ معافی جرم اور یہودیوں کا کردار ہے کیوں کہ یہودیوں کا عقیدہ تھا یَدُ اللّٰہِ مَغْلُوْلَۃٌ اللہ تعالیٰ کے پاس سب کچھ ہے لیکن وہ کسی کو دیتا نہیں،

تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اس عقیدہ کی سخت تردید فرمائی فرمایا :

بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوْطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ

اللہ تعالیٰ جل جلالہ جس کو جو چاہے عطا کرے۔

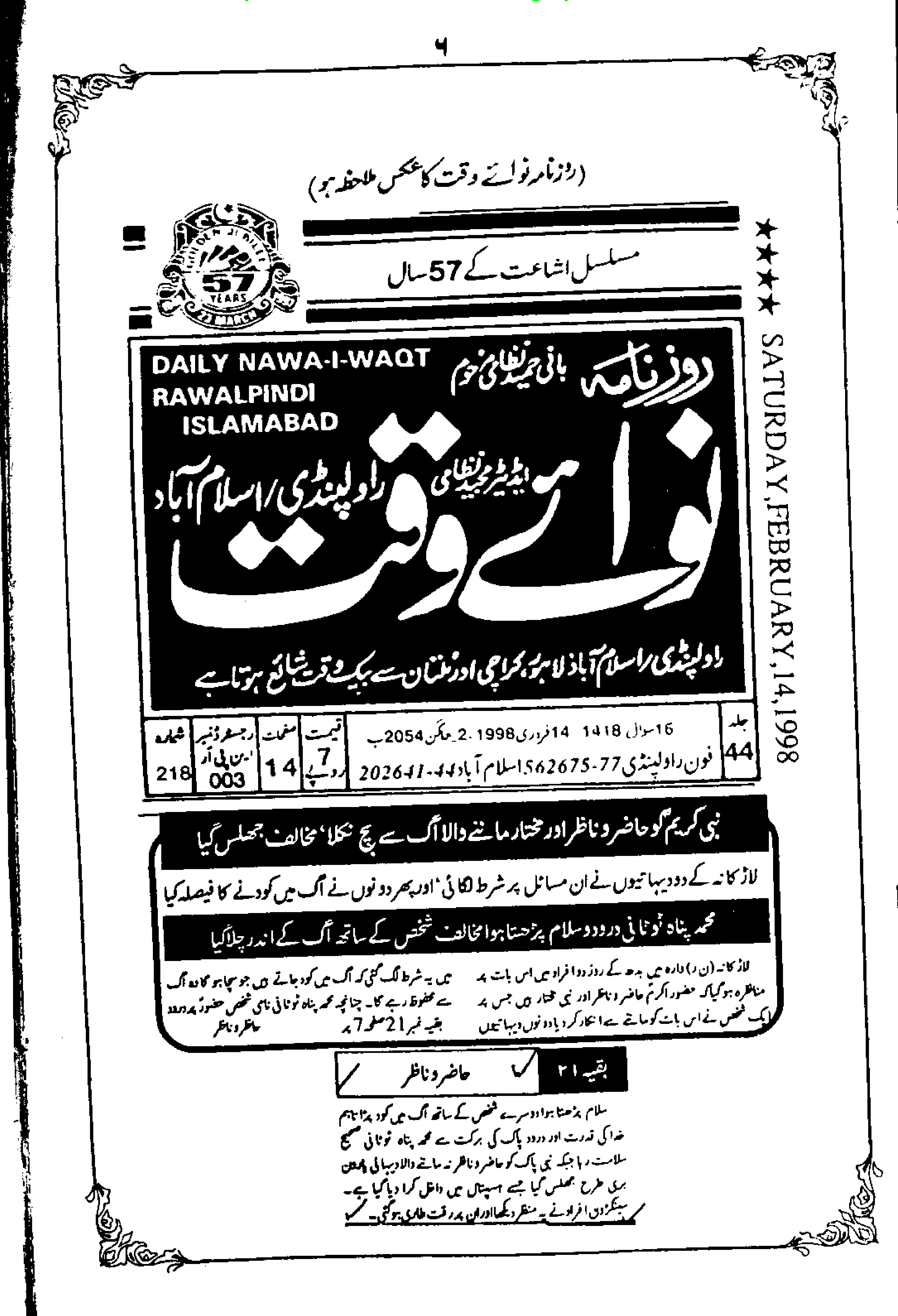
اللہ تعالیٰ جل جلالہ ہمیں ماننے والوں سے کرے۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللهِ بِعَزِيْزٍ ۔

سببِ تالیف

گذشتہ ماہ فروری ۱۹۹۸ء کے اخبارات مثلاً "نوائے وقت" (۲) "خبریں" (۳) "ندائے ملّت" (۴) "قومی اخبار" کراچی وغیرہ میں مندرجہ ذیل خبر شائع ہوئی :

لاڑکانہ (ن ر) وارہ میں بُدھ کے روز دو افراد میں اس بات پر مناظرہ ہوگیا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاضر و ناظر اور مختار نبی ہیں (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) جس پر ایک شخص نے اس بات کو ماننے سے انکار کردیا دونوں دیہاتیوں میں یہ شرط لگ گئی کہ آگ میں کود جاتے ہیں جو سچّا ہوگا وُہ آگ سے محفوظ رہے گا۔ چنانچہ محمّد پناہ ٹوٹانی شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر دُرود و سلام پڑھتا ہُوا دُوسرے شخص کے ساتھ آگ میں کود پڑا تاہم خُدا تعالیٰ کی قدرت اور دُرود پاک کی برکت سے محمّد پناہ ٹوٹانی صحیح وسلامت رہا جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حاضر و ناظر نہ ماننے والا دیہاتی ہارون بُری طرح جُھلس گیا اسے ہسپتال میں داخل کرادیا گیا ہے۔ سینکڑوں افراد نے یہ منظر دیکھا اور ان پر رقّت طاری ہوگئی۔



(روزنامہ نوائے وقت کا عکس ملاحظہ ہو)

مسلسل اشاعت کے 57 سال

روزنامہ نوائے وقت

DAILY NAWA-I-WAQT
RAWALPINDI
ISLAMABAD

بانی حمید نظامی مرحوم

ایڈیٹر مجید نظامی

راولپنڈی / اسلام آباد

راولپنڈی / اسلام آباد، لاہور، کراچی اور ملتان سے بیک وقت شائع ہوتا ہے

SATURDAY, FEBRUARY, 14, 1998

جلد		قیمت	صفحات	رجسٹرڈ نمبر	شمارہ
44	16 شوال 1418 14 فروری 1998 2 پھاگن 2054 ب فون راولپنڈی 77-562675 اسلام آباد 44-202641	7 روپے	14	این پی آر 003	218

نبی کریم ﷺ کو حاضر و ناظر اور مختار ماننے والا آگ سے بچ نکلا، مخالف جھلس گیا

لاڑکانہ کے دو دیہاتیوں نے ان مسائل پر شرط لگائی اور پھر دونوں نے آگ میں کودنے کا فیصلہ کیا

محمد پناہ ٹونانی درود و سلام پڑھتا ہوا مخالف شخص کے ساتھ آگ کے اندر چلا گیا

لاڑکانہ (ن ر) دارہ میں جمعہ کے روز دو افراد میں اس بات پر مناظرہ ہو گیا کہ حضور اکرم حاضر و ناظر اور نبی مختار ہیں جس پر ایک شخص نے اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا دونوں دیہاتیوں میں یہ شرط لگ گئی کہ آگ میں کود جاتے ہیں جو سچا ہو گا وہ آگ سے محفوظ رہے گا۔ چنانچہ محمد پناہ ٹونانی نامی شخص حضورؐ پر درود

بقیہ نمبر 21 صفحہ 7 پر

حاضر و ناظر

بقیہ ۲۱ — حاضر و ناظر

سلام پڑھتا ہوا دوسرے شخص کے ساتھ آگ میں کود پڑا تاہم خدا کی قدرت اور درود پاک کی برکت سے محمد پناہ ٹونانی صحیح سلامت رہا جبکہ نبی پاک کو حاضر و ناظر نہ ماننے والا دیہاتی پھلکن بری طرح جھلس گیا جسے ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا ہے۔ سینکڑوں افراد نے یہ منظر دیکھا اور ان پر رقت طاری ہو گئی۔

یہ خبر پڑھ کر خیال گزرا کہ عام مُسلمان چونکہ حاضر و ناظر کا صحیح مفہوم نہیں سمجھ سکتے اس لیے عام مُسلمانوں کی بھلائی اور خیر خواہی کے لیے حاضر ناظر کا صحیح مفہوم مع دلائل پیش کیا جائے تاکہ وُہ شانِ الوہیت اور شانِ رسالت و نبوّت کو صحیح سمجھ سکیں اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم -

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ وَنَبِیِّہٖ وَرَسُوْلِہٖ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ -

مسئلہ حاضر و ناظر کو ایک مقدمہ اور سات فصلوں پر تقسیم کیا گیا ہے تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو -

مقدّمہ

بطورِ تمہید چند باتیں

اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ وَحْدَہٗ لَاشَرِیکَ لَہٗ ہے۔ ذات میں صفات میں افعال میں اس کا کوئی شریک نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ کی ہر صفت ذاتی ہے، قدیم ہے، مستقل ہے، غیر محدُود ہے۔ اور مخلوق کی ہر صفت عطائی ہے، حادث ہے، محدُود ہے۔

اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کی کوئی صفت عطائی نہیں ہوسکتی اور مخلوق کی کوئی صفت ذاتی نہیں ہوسکتی۔ اور یہ وُہ بُنیاد ہے جس پر توحید کا مضبُوط محل قائم ہے، اور یہ وُہ حدِّ فاصل ہے جس سے انسان کفر و شرک سے بچ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ غیب دان ہے تو بالذّات اور نبی علیہم السّلام یا ولی غیب دان ہیں تو اللہ تعالیٰ کی عطا سے۔ اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ سمیع و بصیر ہے تو بالذّات اِنَّہٗ ھُوَالسَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ، اور بندہ سمیع و بصیر ہے تو اللہ تعالیٰ کی عطا سے فَجَعَلْنَاہ سَمِیْعًا بَصِیْرًا یعنی بندے کو ہم نے سمیع و بصیر بنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہ تصرف کرتا ہے تو بالذات ولی، نبی تصرف کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی عطا سے۔ اللہ تعالیٰ اندھوں اور کوڑھوں کو تندرست کرتا ہے تو بالذات اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا نبی اندھوں کو اور کوڑھ والوں کو تندرست کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی عطا سے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ مُردوں کو زندہ کرتا ہے تو بالذات اور اللہ تعالیٰ کا نبی علیہ السلام مُردوں کو زندہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی عطا سے۔

وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ

(قرآن مجید)

اللہ تعالیٰ جل جلالہ حاضر و ناظر ہے تو بالذات اور اللہ تعالیٰ کا نبی حاضر و ناظر ہے تو اللہ تعالیٰ کی عطا سے:

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا

(۲)

اسمی مشارکت سے شرک لازم نہیں آتا۔ قرآن مجید میں ہے:

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ -

(قرآن مجید)

یعنی اللہ تعالیٰ رؤف بھی ہے رحیم بھی ہے۔

اور اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق فرمایا:

وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۔

(قرآن مجید)

یعنی میرا حبیب ﷺ رؤف بھی ہے اور رحیم بھی ۔
اللہ تعالیٰ جل جلالہ بھی سمیع و بصیر ہے :

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ

(قرآن مجید)

اور بندہ بھی سمیع و بصیر ہے :

فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۔

(قرآن مجید)

کیونکہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ رؤف و رحیم ہے تو بالذّات اور نبی اکرم حبیبِ مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم رؤف و رحیم ہیں تو اللہ تعالیٰ کی عطا سے ۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہ سمیع و بصیر ہے تو بالذّات اور بندہ سمیع و بصیر ہے تو اللہ تعالیٰ کی عطا سے ۔

مسلمان بھائیوں سے اپیل ہے کہ ہمیشہ اس فرق کا لحاظ رکھیں ۔ ورنہ شرک کے مرتکب ہوں گے یا پھر کفر میں مبتلا ہو جائیں گے ۔ کیونکہ مخلوق میں سے کسی کے لیے بھی کوئی صفت مستقل اور ذاتی

مان لی جائے تو یہ سراسر شرک ہے اور ناقابلِ معافی جرم ہے۔

قرآن پاک میں ہے:

اِنَّ اللّٰہ لایغفران یشرک بہ ویغفر مادون ذٰلک لمن یشآء

اور اگر حبیبِ خدا سیدِ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی بھی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ صفت کا انکار کیا جائے تو یہ بوجہ گستاخی کفر ہے۔

ع گر فرقِ مراتب نہ کنی زندیقی

اللہ تعالیٰ جل جلالہ توحید و رسالت کو صحیح سمجھنے کی توفیق عطا کرے اور اللہ تعالیٰ ان حضرات کو بھی سمجھ عطا کرے جو توحید کی آڑ میں شانِ نبوّت و رسالت میں بے ادبی کے مرتکب ہو کر ایمان ضائع کر بیٹھتے ہیں۔

وَاللّٰہ تعالیٰ الھادی اِلی الصِّراط المُستَقِیم

وَصَلّی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ حَبِیبہٖ سَیّد الانبیاء

وَالمُرسلین وَعلیٰ آلِہٖ وَاَصحابہٖ اجمعین

فصل اوّل

حاضر و ناظر کا مفہوم

حاضر و ناظر کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے حبیب مکرّم نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بُعد اور دُوریاں اُٹھا دی ہیں لہٰذا سارا جہاں زمین و آسمان عرش و کرسی لوح و قلم ملک و ملکوت سب کا سب جانِ جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اور پیش نظر ہے کوئی چیز آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم سے دُور اور محجوب نہیں۔ رسول کریم رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل کفِ دست سب کچھ دیکھ رہے ہیں جیسے کہ آئندہ صفحات میں آپ پڑھ لیں گے

وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِ الْعٰلَمِیْن
وَعَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن۔

فصل دوم

حاضر و ناظر کا ثبوت قرآن و حدیث سے

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا :

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا

(قرآن مجید سورۃ احزاب)

اے پیارے نبی ہم نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا ہے۔

قابلِ غور بات ہے کہ لفظ شاہد یا تو شھود سے مشتق ہے یا مشاہدہ سے ۔ اگر شھود سے مشتق مانا جائے تو اس کا معنی ہوگا حاضر اور اگر مشاہدہ سے مشتق مانا جائے تو معنی ہوگا ناظر۔

بعض حضرات کہتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر ہرگز نہیں مانیں گے۔ ہم شاہد کا معنی کرتے ہیں گواہ لہٰذا معنی یہ ہوگا اے نبی ہم نے آپ گواہ بنا کر بھیجا ہے نہ کہ حاضر و ناظر۔

تنبیہ : ایسے بعض حضرات کی قسمت ہی ایسی ہوتی ہے کہ شب و روز رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان گھٹانے میں اور عیب جوئی میں لگے رہتے ہیں مندرجہ ذیل واقعہ پڑھیں اور

اور اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔

واقعہ : حضرت سیّد غلام جیلانی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے استاد گرامیِ قدر مولانا سیّد احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے سیّدِ دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی زیارت کرائی تھی وہ یوں کہ میں راولپنڈی کے ایک مدرسہ میں پڑھتا تھا، وہاں کا اُستاد بہت گستاخ تھا وہ اللہ تعالےٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں ایسی باتیں کہہ جاتا تھا جن باتوں کو لکھتے ہوئے قلم لرز جاتا ہے۔ مولانا سیّد غلام جیلانی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے یہ سارا واقعہ گولڑہ شریف میں حضرت بابوجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا اگر ایمان بچانا ہے تو اس مدرسہ کو چھوڑ دو میں نے پُوچھا کہ پھر میں کہاں جاؤں تو بابوجی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، آپ ملتان شریف علاّمہ کاظمی صاحب کے مدرسہ میں چلے جائیں، اور وہیں جاکر پڑھیں۔ چنانچہ میں جب ملتان شریف حاضر ہوا تو حضرت علاّمہ کاظمی شاہ صاحب نے حالات پُوچھ کر فرمایا اچھا ہوا کہ ایمان بچاکر نکل آئے۔ غُلام جیلانی صاحب فرماتے ہیں میں نے پُوچھا وہاں کونسی بات تھی کہ میرا ایمان ضائع ہوجاتا حضرت کاظمی شاہ صاحب

نے فرمایا کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کمالات بیان کرتے ہیں اور وُہ لوگ کوشش کرتے ہیں کہ سرکار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں نقص اور عیب ڈھونڈ نکالیں۔ (العیاذ باللہ) بتاؤ تمہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کمالات پسند ہیں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر عیوب وافتراء پسند ہے! مَیں نے کہا مجھے تو کمالات پسند ہیں۔ اس پر غزالیِ زمان نے فرمایا آج رات تم سو گے تو انشاء اللہ تمہیں سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت نصیب ہوگی سرکار خود کرم فرمائیں گے تو خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پُوچھ لینا کہ کہاں پڑھنا بہتر ہے۔ سیّد غلام جیلانی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جب مَیں سویا تو اسی رات حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت سے مشرّف ہُوا سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو پہلی بات فرمائی وہ یہ تھی اچّھا ہُوا تم اس مدرسہ میں آگئے تمہارا ایمان بچ گیا یہ سُن کر مَیں نے خواب ہی میں عرض کیا کہ وہاں (پہلے مدرسہ میں) کونسی خرابی تھی جس سے میرا ایمان ضائع ہوجاتا۔ اِس پر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا وُہ لوگ مجھ میں عیب ڈھونڈنے اور نقص تلاش کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور (حضرت غزالیِ دوراں) کی طرف اشارہ کرکے فرمایا جبکہ یہ میرے کمالات

لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم۔

تلاش کرتے اور بیان کرتے ہیں۔ بتاؤ تمہیں میرے کمالات سُننا پسند ہیں یا عیب سُننا میں نے عرض کیا حضور مجھے آپ کے کمالات پسند ہیں۔ سیّد غلام جیلانی شاہ صاحب نے فرمایا، جب میں غزالیِ زماں (علامہ کاظمی شاہ صاحب) کے پاس سبق پڑھنے کے لیے حاضر ہُوا تو آپ نے فرمایا رات والے خواب کا حال سُناؤ، میں نے سارا خواب بیان کیا تو بہت خوش ہُوئے اور مجھے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت پر مُبارکباد دی اور فرمایا میں نے بھی تو یہی بتایا تھا۔

(ماہنامہ "السعید" ملتان ماہ شوال ۱۴۱۸ھ/ فروری ۱۹۹۸ء بحوالہ رضائے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم)

واقعہ مذکورہ کو بار بار پڑھیں اور غور کریں کہ جو لوگ اللہ تعالےٰ کے پیارے حبیب رحمتِ کائنات سیّد العٰلمین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم جن کو اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی **محمّد**[1] یعنی بے عیب پیدا کیا ہے' اس ذاتِ بابرکات میں زندگی بھر نقص اور عیب تلاش کرتے رہتے ہیں وُہ کب شاہد کا معنی حاضر و ناظر مانیں گے۔ پھر ان سے سوال ہے کہ تم شاہد کا معنی گواہ کر کے بھی کہیں جا نہیں سکتے کیونکہ گواہ وُہ ہوتا ہے جو دیکھی ہُوئی چیز کی گواہی دے بن دیکھی بات کی گواہی تو دُنیا کی عدالتیں بھی نہیں

[1] نام محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کا معنی سمجھنے کے لیے کتاب عظمتِ نام مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مطالعہ کریں۔

مانتیں تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے دربار بن دیکھی گواہی کیسے چل سکتی ہے۔ لہٰذا وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا کے مطابق ماننا پڑے گا کہ حبیبِ خُدا سیّد انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ہر اُمّتی کو دیکھ رہے ہیں جبھی تو قیامت کے دن ہر ایک کی گواہی دیں گے۔

گواہی کے متعلّق اقوالِ اکابر

(۱)

بحر رائق میں ہے:

انّ الشهادة اسم من الشهادة وهى الاطلاع على الشئ عيانًا فاشترط فى الاداء ما ينبئ عن المشاهدة۔

(بحر رائق ص۵۵ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

یعنی شہادت اسم ہے جو کہ مشاہدہ سے بنا ہے اور مشاہدہ کسی چیز کو آنکھوں سے دیکھ کر مطلع ہونے کا، اسی لیے شہادت کی ادائیگی میں مشاہدہ سے خبر دینے کی شرط لگائی گئی ہے۔

۲

نہایہ میں ہے :

واصل الشهادة الاخبار بما شاهده وشهده

(نہایہ ابن اثیر صـ ۵۱۴/۲)

گواہی میں اصل یہ ہے کہ جس چیز کا مشاہدہ کیا ہو اور اس پر حاضر ہُوا ہو اس کی خبر دینا۔

۳

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا قول ،

مشاہدہ کے بغیر شرعًا شہادت جائز نہیں۔

(افاضات یومیہ صـ ۲۸۱/۲)

۴

مولوی محمّد حنیف گنگوہی دیوبندی کا قول

شہادت گواہی دینا شریعت میں کسی حال کی خبر دینے کو کہتے ہیں جو اٹکل اور گمان سے نہ ہو بلکہ چشم دید ہو۔

(صبح نوری صـ ۲۸۶/۲)

(۵)

درسِ قرآن کا حوالہ :

گواہ کو شاہد اور شہید اسی لیے کہا جاتا ہے کہ وُہ خاص امر واقعہ میں موجود ہوتا ہے اور اس سے پُوری طرح باخبر ہوتا ہے۔ (درسِ قرآن ص۵۴۴)

اللہ تعالیٰ سب مُسلمانوں کو اپنے حبیب رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی سچّی محبّت عطا کرے تو سارے جھگڑے ہی ختم ہو جائیں۔

وَھُوَ الموفق ونِعمَ الوَکیل۔

(۶)

مسلک دیوبند کے شیخ الہند مولانا محمود الحسن کا قول

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جو اپنے اُمّتیوں کے حالات سے پُوری طرح واقف ہیں ان کی صداقت وعدالت گواہ ہوں گے۔

(تفسیر عثمانی ص۲۷)

اللہ تعالیٰ جلّ جلالہ ہمیں مان لینے والوں میں سے کرے۔

اپیل

اے میرے مُسلمان بھائی وُہ تو نہیں مانیں گے لیکن تُو تو مان جا تاکہ تُو دوزخ کی آگ سے بچ جائے ـــــ جیسے عاشقِ رسُول (صلی اللہ علیہ وسلم) مُحمّد پناہ ٹُوٹانی آگ سے بچ گیا۔
اَللّٰھُمَّ اھدنا وَاجعلنا من المھتدین۔

اور اگر تجھے ہمارے ترجمہ پر اعتبار نہیں تو ہم اکابر کے اقوالِ مُبارکہ پیش کیے دیتے ہیں تاکہ دل مطمئن ہو جائے

(۱)

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا۔

یعنی اے غیب کی خبریں دینے والے نبی ہم نے آپ کو بھیجا حاضر و ناظر ۔ (کنزالایمان)

(۲)

حضرت شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدّث دہلوی قدس سرہٗ نے فرمایا

اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا

معنیٔ عالم و حاضر بحالِ اُمّت و تصدیق و تکذیب د

نجات و ہلاک ایشاں ۔

(مدارج النبوۃ ص ۲۶۰)

یعنی اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا میں شاہد کا معنی ہے اُمّت کے احوال کو جاننے والے اور حاضر اور اُمّت کی تصدیق و تکذیب اور نجات و ہلاکت کا مشاہدہ فرمانے والے ۔

(۳)

عارفِ رُومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

در نظر بودش مقامات العباد
لاجرم نامش خدا شاہد نہاد

(مثنوی شریف دفتر ششم ص ۶۸)

یعنی نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نظر میں سب بندوں کے مقامات ہیں ۔ اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام مُبارک شاہد رکھا ہے ۔

(۴)

مفسرِ قرآن سیّدی سیّد محمود آلوسی رحمہ اللہ نے فرمایا

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا عَلٰی مَنْ

بُعِثْتَ اِلَیْهِمْ تُرَاقِبُ اَحْوَالَهُمْ وَ تُشَاهِدُ اَعْمَالَهُمْ وَتَتَحَمَّلُ عَنْهُمُ الشَّهَادَةَ بِمَا صَدَرَ مِنْهُمْ مِنَ التَّصْدِیْقِ وَالتَّکْذِیْبِ وَسَائِرِ مَا هُمْ عَلَیْهِ مِنَ الْهُدٰی وَالضَّلَالَةِ.

(تفسیر رُوح المعانی صفحہ ۴۵ جلد ۲۲)

اے پیارے نبی ہم نے آپ کو اُمّت پر شاہد بنا کر بھیجا ہے کہ آپ اُمّت کے احوال کی نگرانی فرماتے ہیں اور ان کے عملوں کو دیکھتے ہیں اور اُمّت کے احوال مثلاً تصدیق و تکذیب، ہدایت و گمراہی وغیرہ اعمال کی گواہی دیں گے۔

باقی لفظ شاہد کے معنی کے متعلّق آپ تیسری فصل میں مزید حوالہ جات پڑھ لیں گے۔ اللہ تعالیٰ مان لینے کی توفیق عطا کرے۔

وَهُوَ حَسْبُنَا وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهٖ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

آیت نمبر ۲: اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ

(سُورۂ احزاب پارہ نمبر ۲۱)

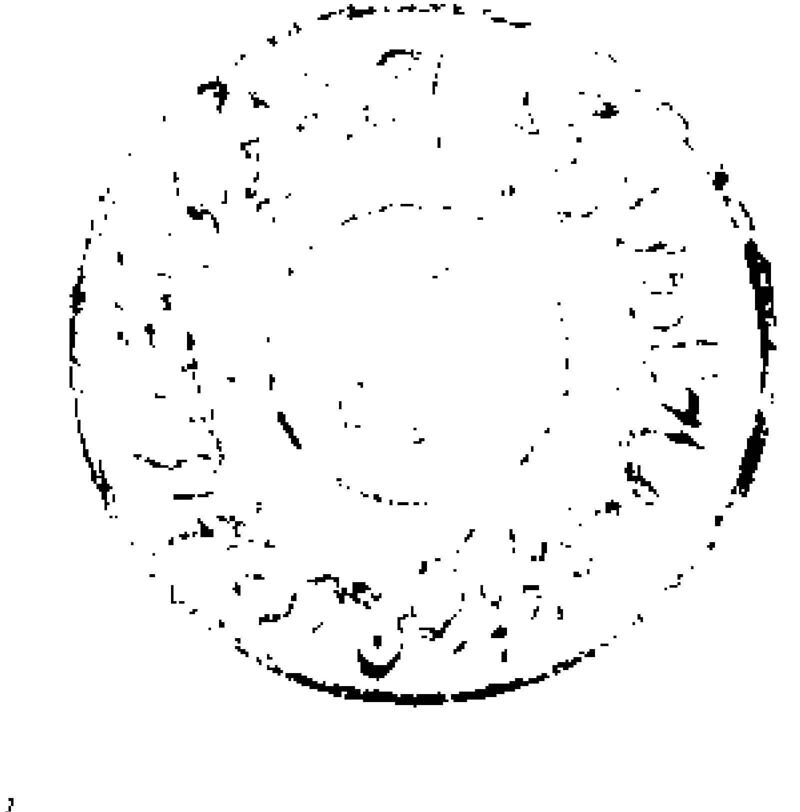
یعنی رسُول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) ایمان والوں کے ساتھ

ان کی جانوں سے بھی قریب تر ہیں۔

اور ظاہر بات ہے کہ جو قریب ہوتا ہے وہ حاضر بھی ہوتا اور ناظر بھی اور یہی بات بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی صاحب نے بھی کہی ہے۔ چنانچہ تحذیر النّاس میں ہے:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ

صلہ من انفسھم کو دیکھیے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی اُمّت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں کیونکہ اَوْلٰی بمعنی اقرب ہوا اور اگر بمعنی احبّ یا اَوْلٰی بالتصرّف ہو۔ جب بھی یہی بات لازم آئیگی کہ اجبّیت اور اولویت بالتصرّف کیلئے اقرب تو وجہ ہو سکتی ہے پر بالعکس نہیں ہو سکتا۔ (تحذیر النّاس صفحہ ۱)



حدیثِ پاک

اَخْرَجَ الطّبرَانِی عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ۔

(مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی صفحہ ۲۰۴)

"یعنی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ساری دُنیا میرے سامنے کر دی ہے لہٰذا میں ساری دُنیا کو اور جو کچھ دُنیا میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کا سب یُوں دیکھ رہا ہُوں جیسے اس ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہُوں۔"

اس حدیثِ پاک سے دو باتیں ثابت ہوئیں ایک یہ کہ سیّدِ دو عالم حبیبِ مکرّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ساری دُنیا کے ناظر ہیں

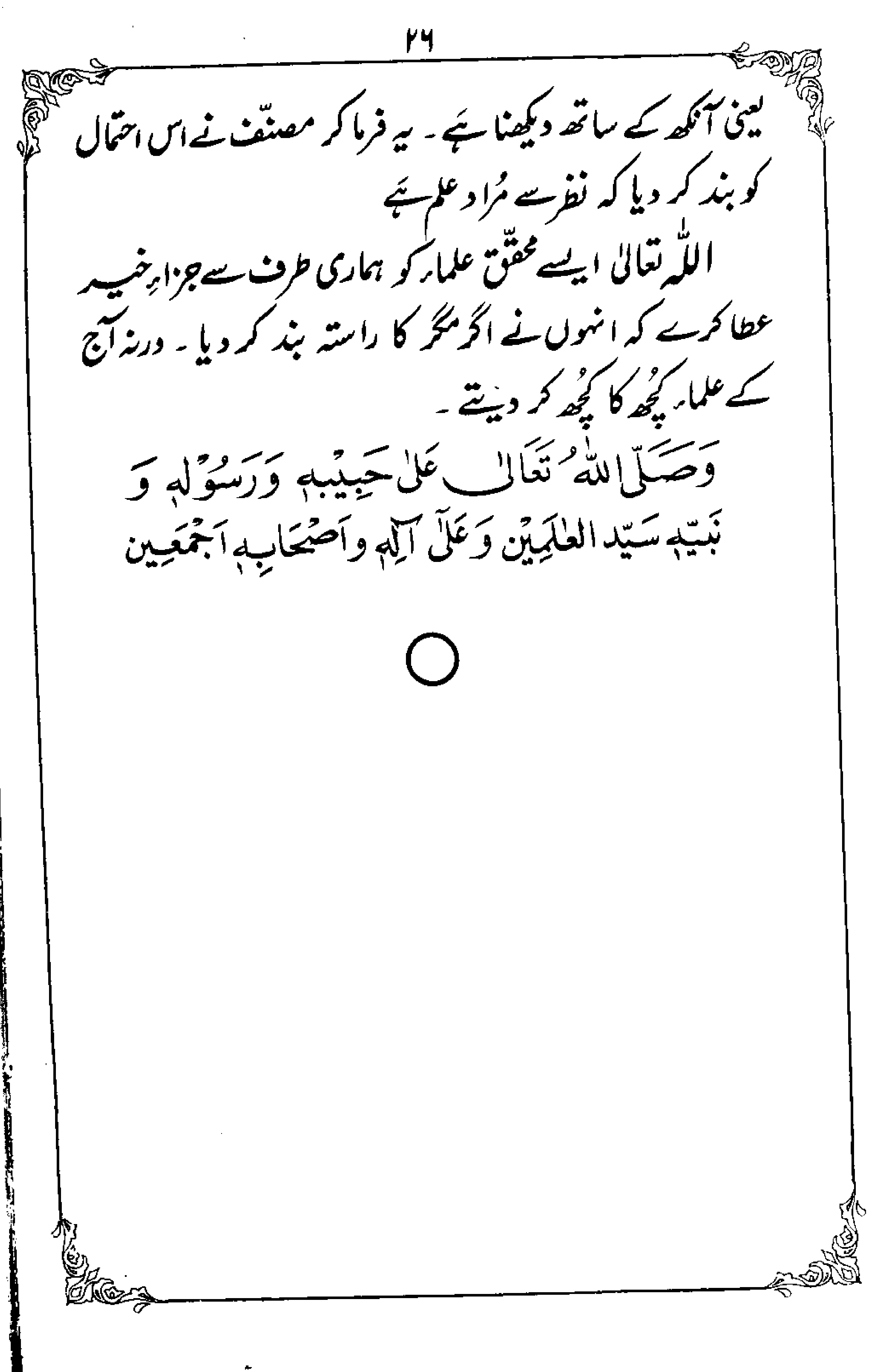
دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے اپنے حبیب جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوریاں اٹھا دی ہیں اور ساری دنیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب کر دی ہے لہٰذا رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری دنیا کے لیے حاضر ہیں آپ کے قریب جیسے عرب ویسے ہی عجم، جیسے زمین ویسے ہی آسمان جیسے فرش ویسے ہی عرش، جیسے ملک ویسے ہی ملکوت ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَی النَّبِیِّ المختار سَیِّدِ الابرار زینِ المرسلین الاخیار و علیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اولی الایدی وَالابصار اِلیٰ یوم القرار۔

نیز اس حدیثِ پاک میں فانا انظر سے خفیف سا احتمال ہو سکتا تھا کہ نظر سے مراد علم ہے اس احتمال کو سیّدی علّامہ عبدالباقی زرقانی قدس سرہٗ نے بند کر دیا اور فرمایا اشارۃً الیٰ انہ نظر حقیقۃ دفع بہ احتمال انہ ارید بالنظر العلم۔

(زرقانی علی المواہب صفحہ ۲۰۵)

یعنی اس حدیث پاک میں نظر سے مراد نظرِ حقیقی



یعنی آنکھ کے ساتھ دیکھنا ہے۔ یہ فرما کر مصنّف نے اس احتمال کو بند کر دیا کہ نظر سے مُراد علم ہے

اللہ تعالیٰ ایسے محقّق علماء کو ہماری طرف سے جزاءِ خیر عطا کرے کہ انہوں نے اگر مگر کا راستہ بند کر دیا۔ ورنہ آج کے علماء کچھ کا کچھ کر دیتے۔

وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ وَرَسُوْلِہٖ وَ نَبِیِّہٖ سَیِّدِ الْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

تیسری فصل

حاضر و ناظر کے متعلق اکابر کے اقوالِ مبارکہ

(۱)

شیرِ ربّانی حضرت میاں شیر محمدؒ صاحب شرقپوری رحمہ اللہ نے فرمایا

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (بے مثل) بشر بھی ہیں لیکن حاضر و ناظر بھی ہیں۔"

(انقلابِ حقیقت ص۴۷)

فائدہ: صرف شیرِ ربّانی ہی نہیں بلکہ تمام ولیوں، غوثوں قطبوں کا، علماء محققین کا یہی عقیدہ ہے کہ نبیِ اکرم شفیعِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم باذن اللہ حاضر و ناظر ہیں۔

(۲)

شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے فرمایا

"با چندیں اختلافات و کثرت مذاہب کہ در علماءِ اُمّت است یک کس را دریں مسئلہ خلافے نیست کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز توہم تاویل دائم و باقیست و بر اعمالِ اُمّت حاضر و ناظر و مر طالبانِ حقیقت را و متوجہان آنحضرت را مفیض و مربّی است" (اقرب السبل بر اخبار الاخیار صفحہ ۱۶۱)

یعنی باوجود اس بات کے کہ اُمّت کے علماء میں اختلافات ہوتے ہیں اور اُمّت کے بہت سارے مذہب ہیں لیکن اس مسئلہ میں کسی ایک کا بھی اختلاف نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حقیقی زندگی مبارکہ کے ساتھ دائم اور باقی ہیں اور اُمّت کے احوال پر حاضر و ناظر ہیں۔ اور حقیقت کے طالبان کو اور ان حضرات کو جو آپ کی طرف متوجہ ہیں ان کو فیض بھی پہنچاتے ہیں اور ان کی تربیّت بھی فرماتے ہیں۔ اور اس میں نہ تو مجاز کا شائبہ ہے اور نہ ہی تاویل بلکہ تاویل کا وہم بھی نہیں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى النَّبِیِّ الْمُخْتَار سَیِّدِ الْاَبْرَار وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الْاَخْیَار اِلٰی یَوْمِ الْقَرَار

اور سیّدی شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وہ ہستی ہیں جن کی شخصیّت مسلّم ہے اور ان کو اپنوں اور بیگانوں سب نے خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

چنانچہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اشرف الجواب میں لکھتے ہیں :

"چونکہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ بڑے محدّث ہیں اس لیے انہوں نے جو یہ دس قسمیں شفاعت کی لکھی ہیں کسی حدیث سے معلوم کر کے لکھی ہونگی گو ہم کو وہ حدیث نہیں ملی مگر چونکہ شیخ کی نظر حدیث میں بہت وسیع ہے اس لیے ان کا یہ قول قابلِ قبول ہے۔"

(اشرف الجواب ص۱۵۵ ج۲)

نیز حضرت شیخ المحدّثین کے متعلّق مولانا اشرف علی صاحب نے لکھا ہے :

"بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا حالتِ غیبت میں روزمرّہ ان کو دربارِ نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی ایسے حضرات حضوری کہلاتے ہیں۔ انہیں میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی ہیں کہ یہ بھی اسی دولت سے مشرّف تھے اور صاحبِ حضوری تھے۔"

(افاضاتِ یومیہ ص۱۰۱ ج۹)

نیز مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے لکھا ہے :

"اوّل ما خلق اللّٰہ نوری اور لولاك لما خلقت الافلاك ۔ یہ حدیثیں کتب صحاح میں موجود نہیں ہیں مگر شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے اوّل ما خلق اللّٰہ نوری کو نقل کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس کی کچھ اصل ہے۔"

(فتاوٰی رشیدیہ مبوّب ص ۹۸)

لہٰذا اگر شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول معتبر مانا جاتا ہے اگرچہ حدیث نہ ملے جیسے کہ مندرجہ بالا دونوں دیو بند کے اکابر نے اقرار کیا ہے تو حضرت شیخ قدّس سرّہٗ کا یہ قول مُبارک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے میں کسی ایک کا بھی اختلاف نہیں کیوں نہ مانا جائے گا مگر تعصّب کا کیا علاج اللّٰہ تعالیٰ مان لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی حَبِیْبِكَ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

اِسی سلسلہ میں کہ سارے وَلی، غوث، قطب، ابدال، محقّقین کرام ۔ سیّدِ دو عالم نُورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر مانتے ہیں۔ مزید اقوالِ مُبارکہ پیشِ خدمت ہیں پڑھیں اور ایمان مضبُوط کریں۔

۳

حضرت خواجہ ضیاءاللہ نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ کا ارشادِ مبارک

آپ نے فرمایا، "درود پاک کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ درود پاک پڑھنے والا درود پاک پڑھتے وقت یہ خیال رکھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر ہیں اور سُن رہے ہیں اور منتظر و اُمیدوار رہے تاکہ درود پاک کے ذریعہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب سے فیض پہنچے۔"

(مقاصد السالکین ص۵۶)

۴

شیخ الشیوخ خواجہ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ کا ارشادِ مبارک

"پس باید کہ بندہ ہم چنانکہ حق سبحانہ و تعالیٰ را پیوستہ بر جمیع احوال خود ظاہراً و باطناً واقف مطلع بیند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را نیز ظاہر و باطن مطلع و حاضر داند۔"

(عوارف المعارف منقول از محقق العقائد)

یعنی جیسے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کو ہر وقت اپنے ظاہری و باطنی احوال پر واقف اور مطلع جانتا ہے ایسے ہی رسول اللہ ﷺ کو بھی اپنے ظاہری و باطنی احوال پر مطلع اور حاضر جانے۔

⑤

سیّدنا امام ربّانی مجدّد الف ثانی قدس سرّہٗ نے فرمایا،

"و بعد از تحریر آں چناں معلوم شد کہ حضرت رسالت خاتمیت علیہ الصّلوٰۃ والسّلام والتحیّۃ با جمع کثیر از مشائخ اُمّت خود حاضر اند و ہمیں رسالہ را در دستِ مبارک خود دارند۔"

(مکتوبات مجدّدیہ ص ۲۲)

یعنی رسالہ لکھ لینے کے بعد یوں معلوم ہوا کہ سیّدِ دو عالم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اُمّت کے مشائخ کرام سمیت حاضر ہیں اور وہی رسالہ سیّد الکونین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے دستِ مبارک میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

(۶)

مولانا عبدالحیؒ لکھنوی کا قول،

السر فی خطاب التشهد ان الحقیقه المحمّدیة کانها ساریة فی کل وجود و حاضرة فی باطن کل عبد (السعایة)

یعنی نماز کے قعدہ میں تشہد پڑھتے وقت رسولِ اکرم حبیبِ محترم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو بصیغۂ خطاب سلام عرض کرنے میں یہ حکمت ہے کہ حقیقت محمّدیہ[1] ہر وجود میں جاری و ساری ہے اور ہر بندے کے باطن میں حاضر ہے۔

وَصَلَّی اللہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَسَلَّمْ

وصلّی اللہ علیٰ نورٍ کزو شد نورہا پیدا
زمین از حبِّ اُو ساکن فلک در عشقِ او شیدا

(۷)

حضرت مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشادِ مُبارک

فیہ تنبیہ نبیّہ انّہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حاضر و ناظر فی

[1] صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم۔

ذٰلك العرض الاكبر۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص۲۶۴ ج۲)

یعنی اس میں خبردار کرنے والی تنبیہ ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میدانِ حشر میں حاضر و ناظر ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى النَّبِیِّ الْحَبِیْبِ اللَّبِیْبِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ۔

(۸)

حجّۃ الاسلام سیّدنا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان،

وَاحضر فی قلبك النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَشخصه الْكَرِیْمِ وَ قُلِ السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

(احیاء العلوم ص۱۷۵)

اے نمازی جب تو قعدہ میں بیٹھے تو تُو اپنے دل میں نبیِ اکرم رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حاضر جان کر کہہ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَی النَّبِیِّ الْمُختار وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ الاخیار اِلٰی یوم القرار۔

۹

حضرت علامہ نور الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانِ ذیشان،

ان شہادتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مستمرۃ بموجب حضورہ فی جمیع العوالم امتلاء الکون والمکان والزمان -

(جواہر البحار ص۱۲۲)

یعنی رسول اللہ ﷺ کی گواہی اس لیے جاری ہے کہ رسول اکرم ﷺ سب جہانوں میں حاضر و موجود ہیں اور سید العٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے کون و مکان اور زمان پُر ہیں -

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ سَیِّدِ الْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ -

۱۰

حضرت علامہ عبد الباقی زرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک

واما الشاھد العالم او المطلع الحاضر -

(زرقانی علی المواہب ص۱۷۳)

قرآن مجید میں جو نبیِ اکرم رسولِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو شاہد فرمایا گیا ہے اس کا معنیٰ ہے جاننے والا یا مطلع اور حاضر۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی مَنِ اتَّخَذَتْهُ حَبِيْبًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔

(۱۱)

حضرت خواجہ ابو العباس مرسی قدس سرہٗ کا ارشادِ مبارک

لو حجب عنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم طرفۃ عین ما عددت نفسی من المسلمین۔

(الحاوی للفتاوٰی ص ۲۶۴ ج ۲)

اگر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھ سے پلک جھپکنے کی مقدار غائب ہو جائیں تو میں اپنے کو مسلمان ہی نہ سمجھوں۔

نتیجہ: میں کہیں بھی جاؤں رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر وقت میرے پاس ہوتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ۔

(۱۲)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی قدس سرّہٗ کا فرمانِ مبارک

آپ نے وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَهِیْدًا کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:

"و باشد رسول شما بر شما گواہ زیرا آنچہ او مطلع است بنورِ نبوّت بر رتبہ ہر متدین کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست و حجابیکہ بداں از ترقّی محجوب ماندہ است کدام است پس از شناسد گناہاں شما را و درجات ایمان شما را و اعمال نیک و بد شما را و اخلاص و نفاق شما را۔"

(تفسیر عزیزی سورۂ بقرہ)

یعنی اے لوگو تم پر تمہارے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) قیامت کے دن اس لیے گواہی دیں گے کہ وہ نورِ نبوّت سے ہر پرہیزگار کے مرتبہ و مقام کو جانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ فلاں میرا اُمّتی کس درجہ پر پہنچا ہوا ہے اور یہ کہ اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ میرے فلاں اُمّتی کی ترقّی میں

فلاں چیز رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جانتے ہیں تمہارے گناہوں کو اور تمہارے ایمان کے درجات کو نیز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمہارے اچھے اور بُرے عملوں کو بھی جانتے ہیں نیز وُہ تمہارے اخلاص اور تمہارے نفاق کو بھی جانتے ہیں۔

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ۔

تنبیہ : حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کوئی معمولی ہستی نہیں ہیں بلکہ یہ ایسی مسلّم شخصیّت ہیں کہ سب نے آپ کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے چنانچہ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی نے آپ کو مندرجہ ذیل القاب سے یاد کیا ہے :

"جناب ہدایت مآب قدوہ ارباب صدق وصفا زبدۃ اصحاب فنا و بقا سیّد العلماء سند الاصفیا رحمۃ اللہ علے العٰلمین وارث الانبیاء والمرسلین مرجع ہر ذلیل وعزیز مولانا و مُرشدنا الشیخ عبدالعزیز متع اللہ المسلمین بطول بقائہ داعزّنا و سائر المسلمین بمجدہ وعلائہ"۔

(صراط مستقیم ص ۱۴۳)

۱۳

شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ کا دوسرا ارشاد مبارک

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ مبارکہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے سارے موجودات اور کائنات میں حاضر و شاہد اور موجود و حاضر ہے اس لیے نماز پڑھنے والے نمازی کی ذات کے پاس بھی حاضر و شاہد ہے اور سلام کو بصیغہ خطاب لانا حقیقت میں حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے شاہد و مشہود اور حاضر و موجود ہونے کے اعتبار سے ہے۔

(تکمیل الحسنات مترجم ص۷)

۱۴

حضرت علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشادِ گرامی

لافرق بین موته وحياته في مشاهدته لامته ومعرفة احوالهم ونياتهم وعزائمهم وخواطرهم وذلك عنده جلي لاخفا به

(مواہب لدنیہ مع شرحہ للزرقانی ص۳۰۵)

یعنی رحمتِ کائنات ﷺ جیسے اپنی ظاہری زندگی مُبارکہ میں اُمّت کو دیکھ رہے تھے اسی طرح بعدِ وصال بھی اُمّت کو دیکھ رہے ہیں اور اُمّت کے احوال کو، نیز اُمّت کی نیّتوں، ارادوں اور اُمّت کے خیالات کو بھی پہچانتے ہیں اور یہ اَمر سیّد العٰلمین ﷺ کے سامنے ایسا روشن ہے کہ اس میں کسی قسم کی پوشیدگی نہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی حَبِیْبِكَ سَیِّدِ الْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰٓی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ۔

۱۵

علّامہ عبد الباقی زرقانی قدس سرّہٗ کا فرمانِ عالیشان

قرآنِ پاک میں ہے:

"وَجِئْنَا بِكَ شَهِیْدًا عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ" اور شَہِید کا معنیٰ علّامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے اَلَّذِی لَا یَغِیْبُ عَنْهُ شَیْءٌ۔ (زرقانی صفحہ ۱۷۳)

یعنی شہید وُہ ہوتا ہے جس سے کوئی چیز پوشیدہ نہ ہو۔

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰٓی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(۱۶)

نیز علاّمہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا،

لانّہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید علیٰ اُمّتہ و ناظر لما عملوا۔

(زرقانی علی المواہب ص ۱۷۳/۳)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اُمت پر حاضر ہیں اور اُمّت کے عملوں کو دیکھ رہے ہیں۔

وَصَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَی النَّبِیِّ الکَرِیْم وَخَاتَمِ النَّبِیّیْن وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن۔

(۱۷)

عارف باللہ علاّمہ نورالدّین حلبی رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان فروز قول مبارک

وَانّ الّذی اُراہ انّ جسدہ الشریف لایخلو منہ زمان ولا مکان ولامحل ولاامکان ولاعرش ولالوح وَلاکرسی وَلا قلمٌ وَلا برٌّ وَلا بحرٌ وَلاسھلٌ وَلاوعرٌ وَلا برزخ وَلا قبرکما اشرنا الیہ ایضًا وانہ امتلاءالکون الاعلیٰ کا

متلاء الکون الاسفل بہ وکا متلاء قبرہ بہ۔

(جواھر البحار صـ ۵/۲)

یعنی ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسدِ اطہر سے نہ کوئی مکان خالی ہے نہ زمان نہ کوئی محل خالی ہے نہ امکان نہ عرش نہ لوح نہ کرسی نہ قلم نہ خشکی خالی ہے نہ دریا نہ نرم زمین خالی ہے نہ سخت نہ برزخ خالی ہے نہ کوئی قبر اور بیشک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسدِ اطہر سے روضہ مقدسہ پُر ہے یوں ہی ملک و ملکوت بھی پُر ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَی النَّبِیِّ الْمُخْتَار سَیِّدِ الْاَبْرَار وَعَلٰی آلِہِ الْاَطْھَار وَصَحْبِہِ الْاَخْیَار اِلٰی یَوْمِ الْقَرَار۔

تنبیہ : یہاں جسدِ مبارک سے جسدِ عنصری مُراد نہیں، بلکہ جسدِ حقیقی مُراد ہے جس کو حقیقتِ محمدیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(۱۸)

عارف باللہ محمد بن عثمان میر غنی قدس سرہٗ کا فرمانِ ذیشان

انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یسمعك ویراك ولو کنت بعیدًا

لہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

فانّہٗ یسمع باللہ ویری بہ فلا یخفی علیہ قَرِیب وَلا بعِید۔

(سعادۃ الدّارین ص۸۰)

اے اُمّتی تجھے تیرے آقا مصطفےٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دیکھ بھی رہے ہیں اور سُن بھی رہے ہیں اگرچہ تو مدینہ منوّرہ سے دُور ہے کیونکہ رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کی قدرت سے سُنتے اور دیکھتے ہیں لہٰذا حبیبِ خُدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر کوئی قریب یا دُور چیز پوشیدہ نہیں ہے۔

(۱۹)

جب بندہ قبر میں جاتا ہے تو منکر نکیر سوال کرتے ہیں مَا کُنتَ تَقُولُ فِی ھٰذَا الرَّجُل یہ کون ہیں اس پر بعض کہتے ہیں اس سے حاضر فی الذہن کی طرف اشارہ ہے لیکن ہم کہتے ہیں یہاں حاضر فی الذہن کا کوئی راستہ نہیں ہے کیونکہ:

نقول مَاالّذی دعا الیٰ التّجوز وَالعدول عن الحَقیقۃ اِلیٰ ذٰلک فوجب ان یکون حَاضرًا بجسدہ الشریف بلا کلام کیونکہ واسم الاشارۃ لا یشار بہ الا الحاضر ھٰذ ھوا لاصل فی

حَقِیْقَة مَعْنَاہ ۔ (جواہر البحار ص۱۱۶/۲)

یعنی اسم اشارہ سے حاضر چیز کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے اور یہ اسم اشارہ کا حقیقی معنی ہے تو حقیقی معنی کو چھوڑ کر مجازی معنی اختیار کرنا اس کا کون داعیہ ہے۔ لہٰذا ضروری ہُوا کہ سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر قبر میں اپنے جسمِ مُبارک حقیقی کے ساتھ جلوہ افروز ہوتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى النَّبِیِّ الْكَرِیْمِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

(۲۰)

حضرت خواجہ شیخ محمد نبیرۂ خواجہ نصیر الدّین چراغ دہلوی کا فرمانِ ذیشان

بلکہ در وقت تلاوت و درہم خیر بمراقبہ پیر یا مُرشد مشغول شود یعنی ویرا حاضر و ناظر داند ۔

(آداب الطالبین ص۷)

یعنی مُرید کو چاہیے کہ تلاوت کرتے وقت اور ہر نیک کام کرتے وقت مراقبہ پیر یا مُرشد میں مشغول رہے یعنی پیر و مُرشد کو حاضر و ناظر جانے ۔

(۲۱)

علامہ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ کا قولِ مبارک

قال ثم رایت ابن العربی صرّح بما ذکرتہ من
انّہ لا یمتنع رویۃ ذات النّبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بروحہ وجسدہ لانہ سائر الانبیاء احیاء
ردّت الیھم اروحھم بعد ما قبضوا واذن
لھم فی الخروج من قبورھم والتّصرّف
فی الملکوت العلوی والسفلی ولا مانع من
ان یراہ کثیرون فی وقت واحدٍ کالشمس

(سعادۃ الدّارین ص۴۲۲)

یعنی پھر اس کے بعد میں نے ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح دیکھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رُوح اور جسمِ مُبارک کے ساتھ زیارت کرنا ممتنع (ممنوع) نہیں ہے، کیوں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلکہ سارے نبی علیہم السّلام زندہ ہیں ان کی مُبارک رُوحیں قبض کیے جانے کے بعد ان کو واپس کر دی گئی ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت دی گئی

ہے کہ وُہ اپنی مزاراتِ مُبارکہ سے نکل کر ملک و ملکوت میں تصرّف کریں اور یہ بھی محال نہیں کہ ان کی بیک وقت بہت سارے لوگ زیارت کر سکیں جیسے سُورج کو بیک وقت بہت سارے لوگ دیکھ سکتے ہیں۔

(۲۲)

عارف باللہ شیخ احمد قدّس سرّہٗ کا ارشاد مُبارک

واذا ادعی جماعة من النّاس فی امکنة متباعدة رویة صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم یقضة فی اٰن واحد وھم من اھل الخیر والصّلاح فانھم یصدقون فی ذٰلك لانه صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کالشمس فی الوجود فکما ان الشمس یراھا الذی بالمشرق والمغرب وغیرھما فی اٰن واحد فکذٰلك ھو صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

(سعادۃ الدّارین ص۴۴۲)

یعنی جب کہ متّقی اور پرہیزگار لوگوں کی ایک جماعت دُور دُور جگہوں سے یہ دعوٰی کرتی ہے کہ ہم نے بیداری کی حالت میں

ایک ہی وقت میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا ہے تو ان کی یہ بات قابلِ تسلیم ہے کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کون و مکان میں سورج کی طرح ہیں تو جیسے کہ سورج کو ایک شخص مشرق میں دیکھتا ہے اور بعینہٖ اسی گھڑی دوسرا شخص مغرب میں دیکھتا ہے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بیک وقت مشرق و مغرب میں دیکھا جا سکتا ہے۔

تنبیہ: یہ بھی یاد رہے کہ سورج کرۂ ارض سے بدرجہا بڑا ہے اسی لیے ہر جگہ سے مشرق و مغرب سے شمال و جنوب سے ایک ہی جیسا دیکھا جا سکتا ہے یوں ہی سید العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کا جسدِ حقیقی کون و مکان سے فرش و عرش سے لوح و قلم سے بدرجہا بڑا ہے اسی لیے مشرق و مغرب سے شمال و جنوب سے بیک وقت زیارت کی جا سکتی ہے لیکن فرق ہے کہ سورج بعید ہے اور حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قریب ہیں۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ یہ بھی فرق ہے کہ آفتابِ فلک سراپا جلال ہے اس میں حدت ہے گرمی ہے یہ قریب آجائے تو جلا دے، لیکن آفتابِ رسالت سراپا رحمت ہے ان کے قریب ہونے کی وجہ سے راحت

مل رہی ہے نیز یہ بھی فرق ہے کہ آفتاب فلک کے سامنے اگر پردہ آجائے تو وُہ محجوب و محصُور ہو جاتا ہے نظر نہیں آسکتا لیکن آفتابِ نبوّت ورسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے ہزاروں پردے آجائیں وُہ محجوب نہیں ہوسکتا۔

(۲۳)

قال الاجھوری وقد یقال ان مراد الصوفیۃ انه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کالشمس من حیث انه یراہ کل واحد وان کان لیس کالشمس من حیث انھا اذا کانت بمکان محصور تحجب رویتھا عمن بمکان اٰخر بخلافه صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فانه لا یحجب رویۃ المکان الذی ھو فیه ولا غیرہ من احد خرقاً للعادۃ وکرامۃً له صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فلیس کالشمس فی ھٰذا۔

یعنی علّامہ اجھوری نے فرمایا کہا جاتا ہے کہ صُوفیاء کرام کی مُراد یہ ہے کہ سیّدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سُورج کی طرح ہیں صرف اس حیثیّت سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہر شخص زیارت کرسکتا

ہے (خواہ مشارق و مغارب میں ہو) لیکن اس حیثیت سے سُورج کی طرح نہیں ہیں کہ سُورج اگر پسِ پردہ ہو تو اس کو نہیں دیکھا جاسکتا، لیکن رسُولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پردوں اور حجابات کے پیچھے سے بھی دیکھا جا سکتا ہے بطورِ معجزہ اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کرامت و بزرگی کی وجہ سے لہٰذا حُضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس معاملہ میں سُورج کی طرح نہیں ہیں صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم۔

(سعادۃ الدّارین صفحہ نمبر ۴۴۲)

ہاں دیکھنے والے کی آنکھ میں استعداد ہونی چاہیے پھر کوئی چیز پردہ اور حجاب نہیں ہوسکتی جیسا کہ سیّدنا ابوالعباس مرسی رحمہ اللّٰہ نے فرمایا میں ایک لمحہ کے لیے حضور علیہ الصّلوٰۃُ وَالسّلام کو نہ دیکھوں تو اپنے آپ کو مُسلمان نہ سمجھوں۔

(۲۴)

حضرت علّامہ ابنِ حجر رحمۃ اللّٰہ علیہ کا ارشادِ گرامی

وَاِذَا کَانَ القطب یملاء الکون کما قَالَ التّاج ابن عطاء اللّٰہ فما بالک با لنّبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم

(سعادۃ الدّارین صفحہ ۴۴۲)

یعنی جب قطب سے کون و مکان پُر ہے جیسے کہ ابنِ عطاء اللہ نے فرمایا تو اے مخاطب تیرا سرورِ کون و مکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلّق کیا خیال ہے!

(۲۵)

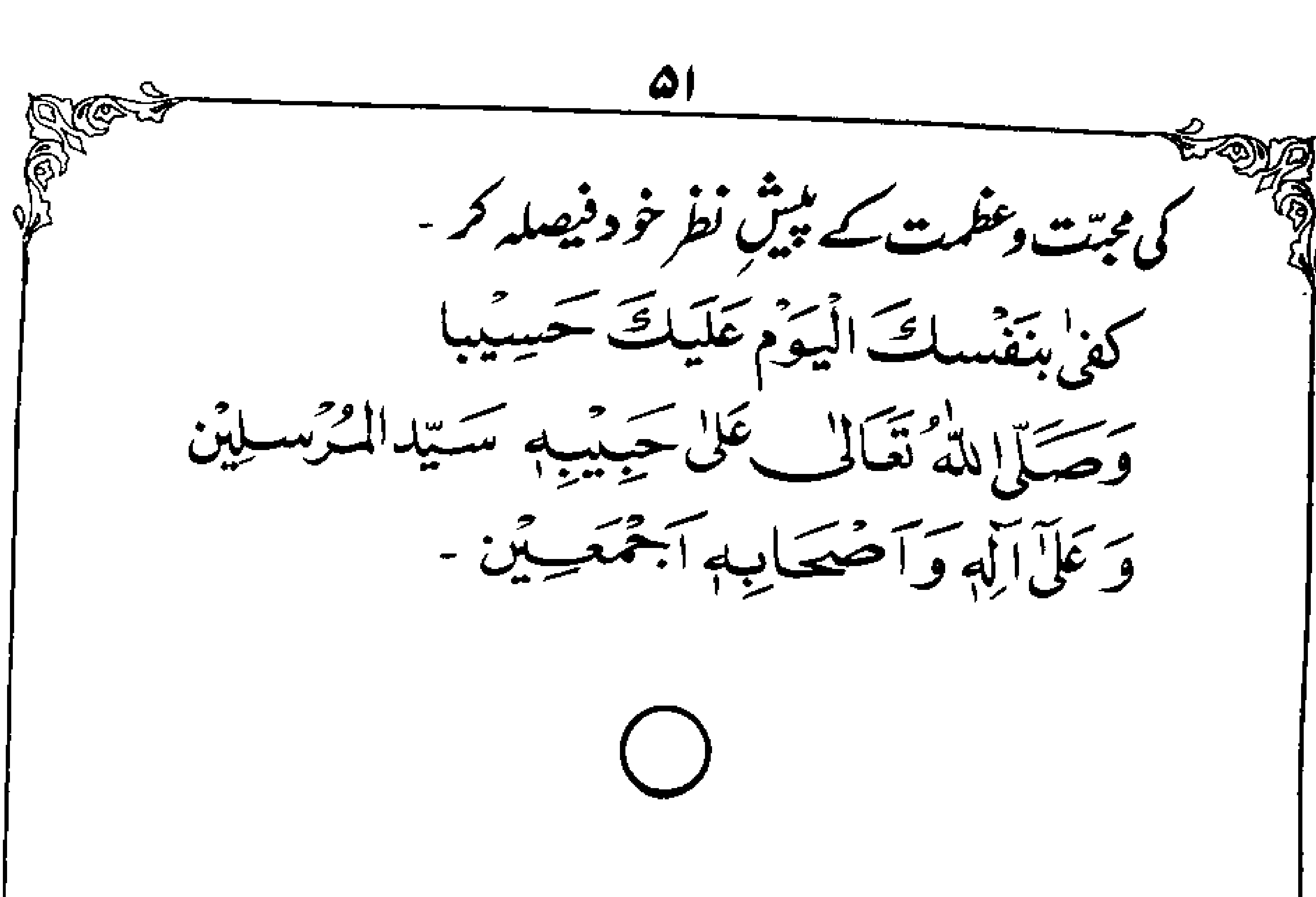
سیّدی تاجُ الدّین ابنِ عطاء اللہ سکندری قدس سرہٗ کا ارشادِ مبارک

یا فلان الرجل الکبیر یملاء الکون ولودعی القطب من حجر لاجاب اھ فاذا کان ھٰذا حال الرجل الکبیر فسیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اولیٰ

یعنی اے مخاطب رجل کبیر (قطب) سے جہان بھرا ہُوا ہے اگر قطب کو کسی سوراخ سے بُلایا جائے تو وُہ جواب دے گا۔ لہٰذا جب یہ حال قطب کا ہے تو سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بطریقِ اولیٰ جہان پُر ہے۔

اپیل

اے میرے مُسلمان بھائی اس فصل دوم اور پہلی فصل میں مندرج آیات و احادیثِ مُبارکہ اور بزرگانِ دین کے اقوال کو ایمان کی نظروں سے پڑھ اور سیّدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم



کی محبّت و عظمت کے پیشِ نظر خود فیصلہ کر ۔

کفیٰ بنفسک الیوم علیک حسیبا

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْن

وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن ۔

تنبیہ: عقلی دلائل مثبت نہیں ہو سکتے لہٰذا اگر کوئی محبت والا مان لے تو اسکی محبت کا تقاضا ہے اور اگر کوئی کسی عقلی دلیل کو نہ مانے تو یہ اس کی مرضی ہے — ابوسعید غفرلہٗ

فصل چہارم

سیدِ دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے حاضر و ناظر ہونے پر عقلی دلائل

رسولِ محترم حبیبِ مکرم شفیعِ اعظم فخرِ آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی تین حالتیں ہیں:

۱۔ حالتِ بشری ۲۔ حالتِ ملکی۔ ۳۔ حالتِ حقی، یا حقیقتِ محمدیہ۔

تفسیر روح البیان میں ہے، حضرتِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم را سہ صورت است یکے بشری کقولہ تعالیٰ انما انا بشر مثلکم دوم ملکی چنانچہ فرمودہ است لست کاحد ابیت عند ربی سوم حقی کما قال لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل

(روح البیان ص۲۱۲ سورۂ مریم)

یعنی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تین حالتیں ہیں، ۱۔ بشری

جیسے کہ فرمانِ خدا جل جلالہ ہے قل انما انا بشر مثلکم
دُوسری حالت ملکی ہے کہ سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک
مَیں تم میں سے کسی جیسا نہیں ہوں مَیں اپنے رب تعالیٰ کے دربار
میں ہوتا ہوں"۔
تیسری حالت حقی ہے جیسا کہ فرمایا میرے لیے اللہ تعالیٰ کے ساتھ
ایک ایسا وقت ہوتا ہے کہ اس میں کسی نبی رسول کی گنجائش نہیں
ہے علیہ وعلیہم الصّلاۃُ والسّلام۔

نیز ارشادِ گرامی ہے یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقۃ غیر ربّی

(مطالع المسرات ، تجلی الیقین ص۹۷)

یعنی اے میرے یارِ غار میری حقیقت کو میرے رب تعالیٰ کے
سوا کسی نے پہچانا ہی نہیں۔ اسی حالت حقی پر دال ہے۔ صلّی اللہ علیہ وسلّم
اور سرورِ کون و مکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معراج شریف کے بھی تین
حصّے ہیں:

۱۔ مسجد حرام سے بیت المقدّس تک۔
۲۔ بیت المقدّس سے سدرۃ المنتہیٰ تک۔
۳۔ سدرۃ المنتہیٰ سے لامکاں تک۔

اور سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفر معراج کے ہر حصّہ میں

ایک ایک حالت کا ظہور ہُوا۔ جب سرورِ کون و مکاں صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا سفرِ مُبارک مسجد حرام سے مسجدِ اقصٰی تک تھا اسوقت حالتِ بشری ظاہر تھی اور دُوسری دونوں حالتیں باطن تھیں۔ اور جب اس سیّد الخلق صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سفر مسجدِ اقصٰی سے شروع ہوا تو اسوقت حالتِ ملکی ظاہر ہُوئی پھر جب سدرۃ المنتہٰی سے سفر مُبارک شروع ہُوا تو حالتِ حقی ظاہر ہُوئی اور یہ وُہ سفر تھا : ؎

جبریلؑ رُکے براق تھکے رفرف بھی آگے جا نہ سکے
ربّ ادن منی حبیبی کہے تیرے قربِ خُدا کا کیا کہنا

اس مختصر سی تمہید کے بعد اب اصل مسئلہ کی طرف آیئے سیّد العلمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دُنیا میں لباسِ بشریت میں تشریف لائے یعنی آپ کی حالت بشری ظاہر تھی لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بلکہ سب دیکھنے والے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو انسانی صُورت میں دیکھتے لیکن سیّدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حقیقی وجود مُبارک اتنا عظیم ہے کہ سارا جہان کون و مکان، عرش و کُرسی، لوح و قلم ان کے سامنے ہیچ ہے۔ (بہت ہی چھوٹا ہے) بلکہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وجود حقیقی اس جہان میں یوں جاری و ساری ہے کہ زمین و آسمان عرش و کُرسی سے کوئی چیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دُور اور حجاب میں

؎ علیہ السلام

نہیں۔ جانِ دوعالم نورِ مجسّم ﷺ سارے جہان اور کون و مکان کو مثل کفِ دست دیکھ رہے ہیں اسی لیے قرآنِ پاک اعلان فرما رہا ہے، یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا ۔ اور یہی مفاد ہے ارشادِ مصطفٰے ﷺ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذَا کا۔ اور یہی مفاد ہے صاحب رُوح البیان کے اس تفسیری قول کا ابتدا آفرینش سے لے کر جو کچھ ہُوا سب حضور پُرنُور ﷺ کے سامنے ہُوا۔ آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے سامنے۔

اب اس دعوے پر کہ سیّد العٰلمین ﷺ کے حقیقی وجود مُبارک کی عظمت کے سامنے کون و مکاں ہیچ ہیں بزرگانِ دین اولیاء کاملین کے چند ارشاداتِ مُبارکہ بطور شواہد پیش کیے جاتے ہیں وَبِاللّٰہِ التَّوفِیق ۔

(۱)

حضرت شیخ ابُو العباس رضی اللہ عنہ کا ارشادِ مُبارک

فرماتے ہیں کہ مَیں حضرت سیّدی احمد رفاعی رضی اللہ عنہ کی

خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا تیرا شیخ (پیر) میں نہیں ہوں بلکہ تیرے شیخ خواجہ عبدالرّحیم ہیں اور جب میں حضرت خواجہ عبدالرّحیم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا اے ابُوالعباس تُو نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پہچانا ہے میں نے عرض کیا نہیں تو آپ نے حکم دیا کہ بیت المقدّس جاؤ تاکہ تو رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پہچان لے جب میں نے وہاں سے روانہ ہو کر بیت المقدّس میں قدم رکھا تو کیا دیکھتا ہُوں کہ اِذَا السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ۔ وَالْعَرْشُ وَالْکُرْسِی مملوۃ من النّبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(الحاوی للفتاوٰی صـــ۲۴۵)

یعنی دیکھا کہ زمین و آسمان عرش و کرُسی سیّدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پُر ہیں جب یہ دیکھ کر میں واپس خواجہ عبدالرّحیم قدّس سرّہ کی خدمت میں آیا تو آپ نے پُوچھا اے ابُوالعباس، کیا تُو نے حضور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھ لیا! میں نے عرض کیا ہاں دیکھ لیا تو آپ نے فرمایا اب تیری طریقت پُوری ہو گئی۔ پھر فرمایا:

لم تکن الاقطاب اقطاباً والاوتاد اوتاداً والاولیاء اولیآء الا بمعرفتہ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام۔

(الحاوی للفتاوٰی صـــ۲۴۵)

یعنی ولی، ولی نہیں بن سکتے اوتاد، اوتاد نہیں بن سکتے اور قطب قطب نہیں بن سکتے جب تک وہ سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ پہچان لیں۔

(۲)

عارف باللہ حضرت علامہ حلبی اور علامہ نبہانی رحمہما اللہ کے ارشاداتِ عالیہ

وان الذی اراه ان جسده الشریف لا یخلوا عنه زمان ولا مکان الخ

یعنی ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ سیدِ دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسدِ شریف سے نہ کوئی زمانہ خالی ہے نہ کوئی مکان نہ زمین نہ آسمان نہ عرش نہ کرسی نہ لوح و قلم بلکہ آپ کے جسدِ شریف سے ملک و ملکوت پُر ہیں۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(۳)

خاتم المحدثین علامہ سیوطی قدس سرہ کا فرمان مبارک

فاذا اراد اللہ رفع الحجاب عمن اراد اکرامه برؤیته راه علی هیئة التی هو علیها لا مانع

من ذٰلك ولا داعی الی التخصیص برویة مثالہ

(الحاوی للفتاوٰی صہ۲۵۲ جلد ۲)

یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی بندے پر زیارتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا انعام کرنا چاہے تو پردہ اُٹھا دیتا ہے اور بندہ وہیں پر حضور پُرنور سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ لیتا ہے۔ اس امر پر نہ کوئی استحالہ ہے اور نہ ہی اس تخصیص کی ضرورت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مثالیہ نظر آتی ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم۔

(۴)

شیخ المحدّثین شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمہ اللہ کا ایک اور ارشاد مبارک

بعضے از عرفاء گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقتِ محمدیہ است در ذرائر موجودات وافراد ممکنات پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در ذواتِ مصلّیاں موجود وحاضر است پس مصلّی را باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں شہود غافل نبود تا بانوار قرب واسرار معرفت متنور و فائض گردد۔

(اشعة اللمعات صہ۴۰۱)

لہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

یعنی بعض عارفین نے فرمایا ہے کہ تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ بطورِ خطاب اس وجہ سے ہے کہ حقیقتِ محمدیہ ﷺ موجودات کے ہر ذرّہ میں اور ممکنات کے ہر فرد میں جاری و ساری ہے لہٰذا سیّدِ دو عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں۔ نمازی کو چاہیے کہ اس امر سے آگاہ ہو اور اس شہود (رسولِ اکرم شفیعِ اعظم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ کے حاضر و موجود ہونے) سے غافل نہ ہو، تاکہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے قُرب سے اور معرفت کے اسرار سے منوّر و فائض ہو، صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ۔

اب ذرا ایمان کی نظروں سے آگے بھی دیکھیے حضرت جبریل اور حضرت عزرائیل (ملک الموت) اور منکر نکیر علیہم السّلام کا معاملہ مسئلہ کی وضاحت کے لیے کافی ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام کا اصلی وجود (جسمِ پاک) اتنا بڑا ہے کہ آپ کے چھ سو پر ہیں صرف دو پر پھیلائیں تو سارا جہان ان کے نیچے آجائے۔

(۵)

حضرت علّامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں:

هٰذا جبریل راه النّبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ [1]

[1] صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

ولہ ستمائۃ جناح منہا جناحان سد الافق

(الحاوی للفتاوٰی صـ۲۴۲)

یعنی جبریل علیہ السلام کو سیّدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اصلی حالت میں دیکھا کہ اس کے چھ سو پَر میں سے صرف دو پَروں سے سارا اُفق بھرا ہُوا ہے اور یہی جبریل علیہ السلام ہیں جن کو حضرت مریم علیہا السّلام نے بشری لباس میں دیکھا تو ایک نوجوان انسان نظر آئے فتمثل لها بشرًا سویا۔

(قرآن پاک سُورہ مریم)

یعنی جبریل علیہ السلام مریم علیہا السّلام کے سامنے پُورے انسان کی صُورت میں آ گئے اور یہی جبریل علیہ السلام ہیں جنہیں صحابہ کرام نے دیکھا تو ایک عام انسان کی صُورت میں دیکھا چنانچہ امیر المؤمنین سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے دیکھا رجل شدید بیاض الثیاب شدید سواد الشعر۔

(مشکوٰۃ باب الایمان صـ۱۱)

یعنی ایک مرد دیکھا نہایت سفید لباس ہے اور نہایت سیاہ بال ہیں رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گھٹنوں مُبارکہ کے ساتھ گھٹنے ملا کر بیٹھ گیا اس کے جانے کے بعد حبیبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پُوچھا اے عُمر جانتے ہو کہ یہ کون تھا عرض کیا اللہ ورسُولہٗ اعلم۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے سچّے رسُول ہی بہتر جانتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

تو حضور عَلَیہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے فرمایا اے عمر یہ جبریل تھے تمہیں دین سکھانے آئے تھے۔

⑥

حضرت مُحمّد بن مُسلمہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

مَیں نے ایک دِن دیکھا کہ حُضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مَرد کے کان سے مُنہ مُبارک لگا کر کچھ فرما رہے ہیں میں یہ دیکھ کر آگے چلا گیا، جب واپس آیا عرض کیا فَمَنْ کَانَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ جِبْرِیْلُ۔

(الحاوی للفتاوٰی ص۴۵۶ ج۲)

حُضور یہ کون تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جبریل تھے۔

⑦

اُمّ المؤمنین صدّیقہ بنت صدّیق رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

فرماتی ہیں ایک دن مَیں نے اَپنے حُجرہ میں ایک مَرد کو دیکھا کہ رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے ساتھ

باتیں کر رہے ہیں میں نے عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ هٰذَا حضور یہ کون تھا حضور نے فرمایا بِمَنْ شَبَّهْتِهٖ اے صدیقہ تُو نے کس جیسا دیکھا عرض کیا بِدِحْیَۃَ حضور یہ تو دحیہ صحابی معلوم ہوتے تھے فرمایا لَقَدْ رَاَیْتِ جِبْرِیْلَ۔

(الحاوی للفتاوٰی ص۴۵ ج۲)

اے صدّیقہ یہ دحیہ صحابی نہیں تھے بلکہ تُو نے جبریل کو دیکھا ہے۔ (علیہ السلام)۔

یوں ہی حضرت عزرائیل (ملک الموت) علیہ السلام کا اپنا وجود مبارک اتنا عظیم ہے کہ ساری دُنیا ان کے سامنے ایک طشت (تھالی) کی طرح ہے وہیں پر ہر مرنے والے کی رُوح پکڑ لیتے ہیں لیکن اس مرنے والے کے سامنے ایک انسان کی طرح آتے جاتے ہیں۔

(۸)

تفسیر مظہری میں ہے:

قَالَ مُجَاهِدٌ قَدْ جُعِلَتِ الْاَرْضُ لِمَلَكِ الْمَوْتِ كَالطَّسْتِ يَتَنَاوَلُ مِنْ حَيْثُ يَشَآءُ۔

(تفسیر مظہری ص۲۷۷ ج۳، تفسیر رُوح البیان ص۴۵)

یعنی امام مجاہد نے فرمایا کہ ملک الموت کے لیے ساری زمین ایک طشت (تھالی) کی طرح ہے جہاں سے چاہتے ہیں رُوح کو پکڑ لیتے ہیں اور یہی حضرت ملک الموت ہیں۔

هٰذا عزرائیل یقبض فی کل ساعة من الخلائق فی جمیع العوالم ما لا یعلم الا الله وهو یظهر لهم بصور اعمالهم فی مرائی شتی وکل واحد منهم یشهده ویبصره فی صور مختلفة -

(الحاوی للفتاوٰی صـ۳۴۱)

یعنی ملک الموت علیہ السلام جہان بھر سے ہر گھڑی میں اتنی سی مخلوق کی جانیں قبض کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے، اور ملک الموت علیہ السلام مرنے والوں کے سامنے مختلف صُورتوں میں ظاہر ہوتے ہیں اور مرنے والا اس کو مختلف صُورتوں میں دیکھتا ہے۔

ایمان والے اس بات پر غور کریں کہ جب حضرت جبریل علیہ السلام کے سامنے رُوئے زمین چھ سو پَروں میں سے صرف ایک پَر کے نیچے ہو اور حضرت ملک الموت کے سامنے رُوئے زمین صرف ایک تھالی کی مانند ہو تو سیّد العٰلمین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم

کے سامنے زمین و آسمان کی کیا حقیقت رہ جاتی ہے۔ اسی لیے حضرت علامہ حلبی قدس سرہٗ نے فرمایا :

(۹)

وَمن البراھین علٰی ذٰلک ایضًا انہ یجوز و یمکن وَیتعقل ان یجعل اللہ تعالٰی العوالم العلویۃ والسفلیۃ بین یدی النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کجعلہ تعالٰی الدُّنیا بین یدی سیّدنا عزرائیل فان الملک الجلیل عزرائیل سئل کیف تقبض رُوح رجلین حضرا جلھما معًا احدھما فی اقصی المشرق والاٰخر فی اقصی المغرب فقال انَّ اللہ تعالٰی قد زوی لی الدُّنیا بجمیع اکوانھا فجعلھا بین یدی کالقصّۃ بین یدی الاٰکل اتناول منھا ماشئت

(جواھر البحار ص ۱۱۸/۲)

یعنی سیّدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے پر ایک دلیل یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالٰی نے حضرت ملک الموت کے سامنے رُوئے زمین کو ایک تھالی کی طرح کر دیا ہے ایسے ہی خدا تعالٰی نے اپنے حبیب علیہ الصلٰوۃ والسّلام کے سامنے کون و مکان زمین

و آسمان عرش و کرسی کو کر دیا ہے یہ امر جائز بھی ہے ممکن بھی ہے اور عقل بھی اسے تسلیم کرتی ہے۔ اس عظیم الشان فرشتے حضرت عزرائیل علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آپ ان دو مردوں کی روحیں کیسے قبض کر لیتے ہیں جن کے مرنے کا وقت ایک ہی ہو لیکن ان میں سے ایک انتہائے مشرق میں ہو اور دوسرا انتہائے مغرب میں ہو تو حضرت ملک الموت (علیہ السلام) نے جواب دیا کہ **اللہ** تعالیٰ نے ساری روئے زمین میرے سامنے یوں کر دی ہوئی ہے جیسے کہ کھانے والے کے سامنے پیالہ ہوتا ہے وہ جہاں سے چاہے لقمہ اٹھا لیتا ہے یوں ہی میں بھی جہاں سے چاہوں روح نکال لیتا ہوں۔

ان مذکورہ بالا شواہد کی روشنی میں اس مومن کے لیے کہ جس کے سینہ میں عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قندیل روشن ہے، پوری بصیرت موجود ہے کہ **اللہ** تعالیٰ نے اپنے حبیبِ پاک صاحبِ لولاک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی مخلوق کی طرف بشری لباس میں مبعوث فرمایا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بشری حالت میں دیکھتے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسمِ مبارک ایک انسان کے جسم جتنا ہے لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حقیقی وجود مبارک کون و مکان سے

زمین و آسمان سے عرش و کرسی سے ملک و ملکوت سے بدرجہا بڑا ہے اور اس جہان کی حیثیت حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے اتنی بھی نہیں جتنی کہ انسان کے سامنے ہتھیلی بلکہ یہ نسبت تو صرف افہام و تفہیم کے لیے ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمّت کے افراد جب ریاضت و مجاہدہ کرتے کرتے بشریت سے نکل جاتے ہیں تو یہ جہان ان کے سامنے ہیچ ہو جاتا ہے۔

۱۰

محبوبِ سبحانی قطبِ ربّانی غوثِ اعظم قدّس سرّہٗ نے فرمایا:

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا

کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَال

(قصیدۂ غوثیہ مبارکہ)

یعنی میں نے اللہ تعالیٰ کے سارے شہروں کو ایسا دیکھا ہے جیسے کہ رائی کا دانہ ہوتا ہے۔

۱۱

حضرت علی عزیزاں قدّس سرّہٗ نے فرمایا:

زمین در نظر ایں طائفہ چوں سفرہ ایست۔

(منقول از خالص الاعتقاد)

یعنی رُوئے زمین ولیوں کی نظر میں یوں جیسے دسترخوان ہوتا ہے۔

(۱۲)

خواجۂ خواجگاں خواجہ بہاؤالدّین شاہِ نقشبند قدس سرہٗ کا ارشادِ مبارک

ما مے گویم کہ چوں رُوئے ناخنیست

(خالص الاعتقاد)

یعنی میں کہتا ہوں کہ رُوئے زمین ولیوں کی نظر میں یوں جیسے کہ اُنگلی کا ناخن ہوتا ہے۔

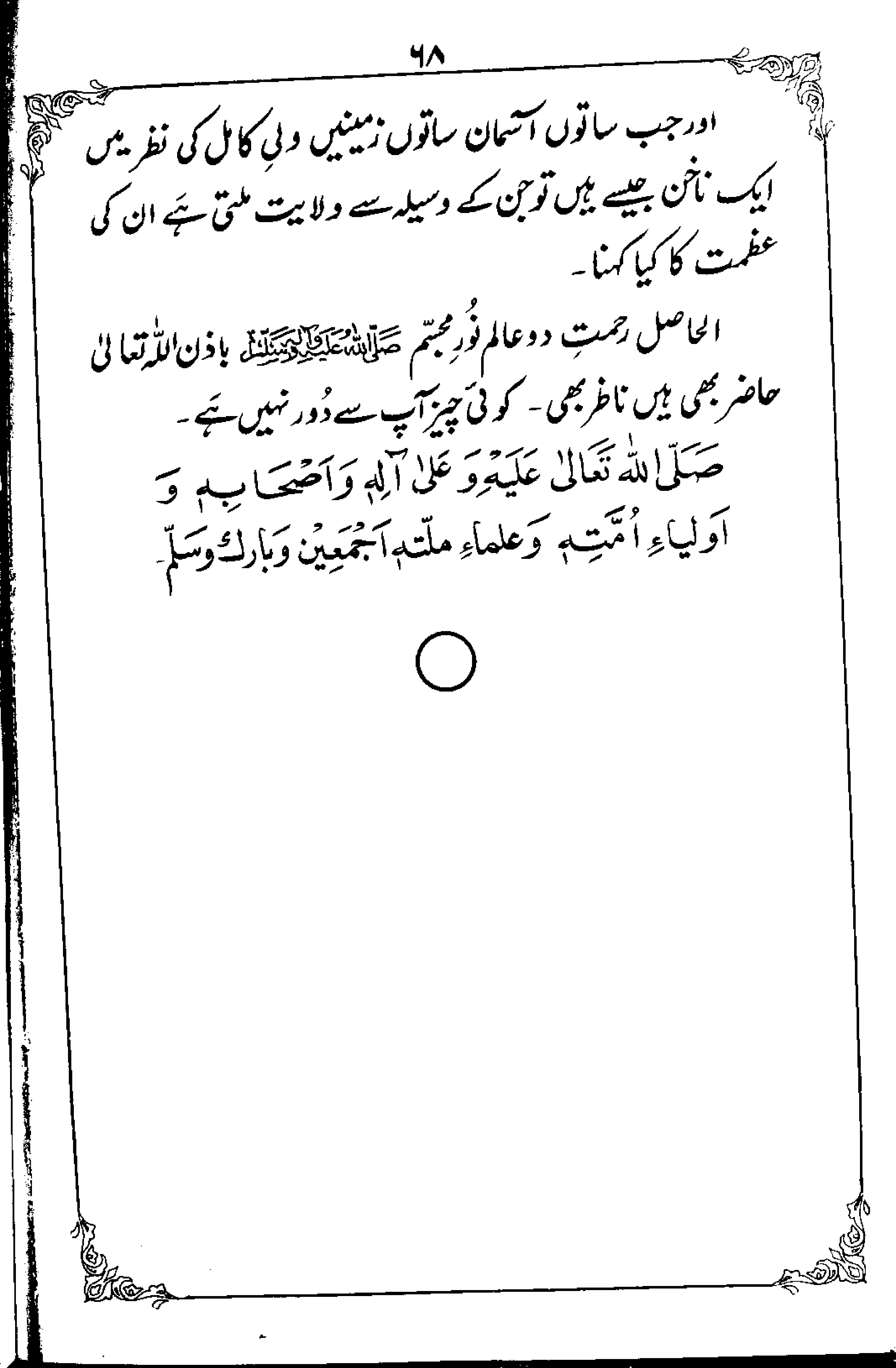
(۱۳)

حضرت سیّد عبد العزیز دباغ قدس سرّہٗ نے فرمایا:

مَا السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُوْنَ السَّبْعُ فِیْ نَظْرِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ اِلَّا کَحَلْقَۃٍ مُلْقَاۃٍ فِیْ فَلَاۃٍ مِنَ الْاَرْضِ۔

(خالص الاعتقاد)

یعنی ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں مومنِ کامل کی نظر میں ایسے ہیں جیسے ایک میدانِ لق و دق میں ایک چھلّا پڑا ہو۔



اور جب ساتوں آسمان ساتوں زمینیں ولیِ کامل کی نظر میں ایک ناخن جیسے ہیں تو جن کے وسیلہ سے ولایت ملتی ہے ان کی عظمت کا کیا کہنا۔

الحاصل رحمتِ دوعالم نورِ مجسّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم باذن اللّٰہ تعالیٰ حاضر بھی ہیں ناظر بھی۔ کوئی چیز آپ سے دُور نہیں ہے۔

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَ اَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ وَعلماءِ ملّتہٖ اَجْمَعِیْنَ وَبَارِكْ وَسَلَّمْ۔

فصل پنجم

حاضر و ناظر کے متعلّق مخالفین کے اقوال

(۱)

مولوی قاسم نانوتوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند کا قول

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنوں سے اتنے قریب ہیں کہ ان کی جانوں کو بھی اتنا قرب حاصل نہیں۔ حضور جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

اور جب یہ بات مان لی گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانوں سے بھی قریب ہیں تو اب حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے حاضر و ناظر ہونے میں کیا شک رہ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نظرِ انصاف عطا فرمائے۔

(۲)

مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی حسین احمد مدنی کا قول

وہم مُرید بیقین داند کہ رُوح شیخ مقید بیک مکان نیست

پس ہر جا کہ مُرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شخص شیخ دُور است اما روحانیت او دُور نیست چوں ایں امر محکم داند ہر وقت شیخ را بیاد دارد و ربطِ قلب پیدا آید و ہر دم مستفید بود و چوں مُرید در حل واقعہ محتاج شیخ بود شیخ را بقلب حاضر آوردہ بلسانِ حال سوال کند البتہ روح شیخ باذن اللہ تعالیٰ او را القا خواہد کرد

(الشہاب الثاقب ص نمبر ۶۱)

"اس عبارت کا ترجمہ امداد السلوک مترجم ہی سے نقل کیا جاتا ہے:
مُرید اس بات کا یقین رکھے کہ شیخ کی رُوح ایک جگہ پر مقید نہیں ہے بلکہ جس جگہ مُرید ہوگا قریب یا بعید اگرچہ شیخ کی ذات بعید ہو لیکن اس کی روحانیت دُور نہیں جب اس بات کو راسخ کرے اور شیخ کو ہر وقت یاد رکھے تو روحانی تعلّق پیدا ہو جائے گا اور ہر آن میں عجیب فائدہ حاصل ہوگا تب مُرید ہر وقت عقدہ کشائی میں شیخ کا محتاج ہوگا اور شیخ کو دل سے حاضر کر کے جب زبان سے پُوچھے گا تو یقیناً شیخ کی رُوح اللہ کے حکم سے اس کو بتلائے گی لیکن اس میں ربطِ تام شرط ہے۔"

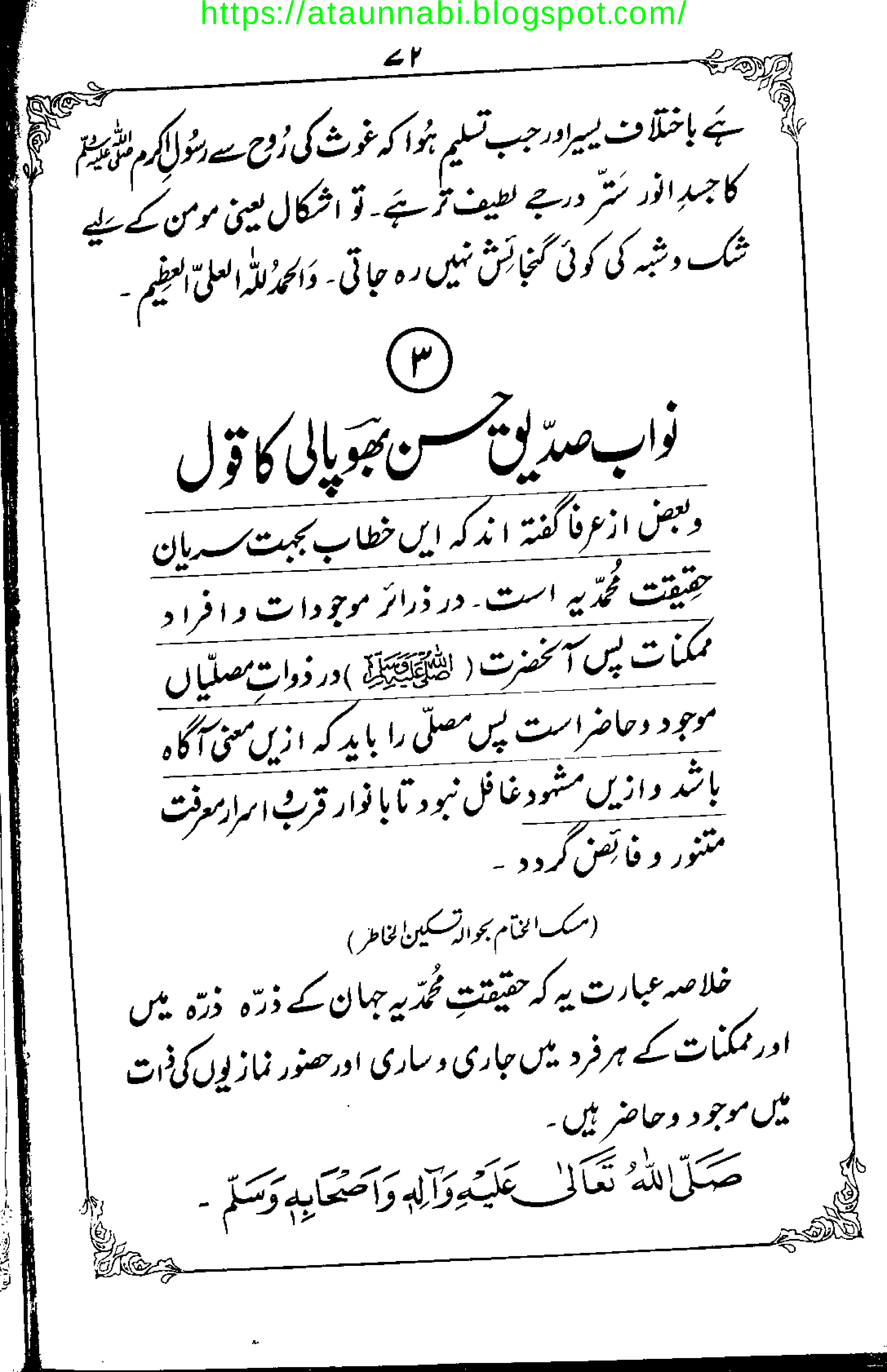
(امداد السلوک صـ۲۴ مؤلفہ رشید احمد گنگوہی)

اس عبارت میں خط کشیدہ الفاظ ملاحظہ ہوں کہ شیخ (پیر) کو دل سے حاضر جانے۔ مسلمان بھائیوں سے حق و انصاف کے نام پر سوال ہے کہ اگر شیخ کی رُوح کو حاضر و ناظر بلکہ فریاد رس ماننے سے شرک لازم نہیں آتا تو باعثِ ایجادِ عالم نُورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسدِ انور جو تمام ولیوں، ابدالوں، اوتاروں، قطبوں اور غوثوں کی رُوح سے بدرجہا لطیف تر ہے چنانچہ شیرِ ربّانی حضرت میاں شیر محمّد صاحب شرقپوری قدس سرہٗ نے فرمایا:

"ایک تین سو[۳۰۰] ہوتے ہیں، ایک چالیس[۴۰] ہوتے ہیں اور ایک تین[۳] ہوتے ہیں، اور ایک ایک[۱] ہوتا ہے، اس ایک کی روحانیت سے ستّر درجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسمِ مُبارک لطیف تر ہے۔"

(انقلابِ حقیقت صہ ۶۲)

اس کی تفصیل یوں ہے کہ جو تین سو ہوتے ہیں وُہ نجبا ہیں، اور جو چالیس ہوتے ہیں وُہ ابدال ہیں اور جو تین ہوتے ہیں وُہ قطب ہیں اور جو ایک ہوتا ہے وُہ غوث ہوتا ہے اور وہ حکومتِ الٰہیہ کا جہان میں اپنے وقت میں سب سے بڑا افسر ہوتا ہے جیسا کہ الحاوی للفتاوٰی، روض الرّیاحین، فتاوٰی ابنِ حجر ہیتمی مکّی وغیرہا میں



ہے باختلاف یسیر اور جب تسلیم ہُوا کہ غوث کی رُوح سے رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسدِ انور ستّر درجے لطیف تر ہے۔ تو اشکال یعنی مومن کے لیے شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ وَالحمدُ للہ العلیّ العظیم۔

(۳)

نواب صدیّق حسن بھوپالی کا قول

وبعض از عرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمّدیہ است۔ در ذرائر موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) در ذواتِ مصلّیاں موجود و حاضر است پس مصلّی را باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں مشہود غافل نبود تا بانوارِ قرب و اسرارِ معرفت متنور و فائض گردد۔

(مسک الختام بحوالہ تسکین الخاطر)

خلاصہ عبارت یہ کہ حقیقتِ مُحمّدیہ جہان کے ذرّہ ذرّہ میں اور ممکنات کے ہر فرد میں جاری و ساری اور حضور نمازیوں کی ذات میں موجود و حاضر ہیں۔

صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَاَصحَابِہٖ وَسَلَّم۔

(۴)

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا قول،

حضرت محمدؐ حضرمی مجذوب کی کرامتوں میں سے یہ کہ آپ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ اور نمازِ جمعہ بیک وقت پڑھا ہے اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی رات میں شب باش ہوتے تھے۔

(جمال الاولیاء، صـ۱۸۸ مطبع تھانہ بھون)

فائدہ: اگر ایک ولی کے بیک وقت تیس شہروں میں حاضر ہو جانے اور خطبہ دینے نماز پڑھانے اور کئی کئی (لاتعداد) شہروں میں ایک ہی رات شب باش ہونے سے توحید میں فرق نہیں آتا تو سیدِ دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر گھر میں جلوہ افروز ہونے سے کیوں توحید میں فساد پیدا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ ایمان نصیب فرمائے۔

(۵)

حضرت محمدؐ شربینی کی اولاد کچھ تو ملک مغرب میں مراکش کے بادشاہ کی بیٹی سے تھے اور کچھ اولاد عجم میں تھی اور

کچھ بلادِ ہند میں تھی اور کچھ بلاد تکرور میں تھی آپ ایک
ہی وقت میں ان تمام شہروں میں اپنے اہل وعیال کے
پاس ہو آتے اور ان کی ضرورتیں پوری فرماتے تھے اور
ہر شہر والے یہ سمجھتے تھے کہ وہ انہی کے پاس قیام رکھتے تھے۔

(جمال الاولیاء صفحہ ۲۰۲ مطبع تھانہ بھون)

تنبیہ : مولوی اشرف علی تھانوی کے عقیدت مند یہ معمہ حل کریں کہ حضرت محمد حضرمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک (شہر کی تیس مسجدوں میں نہیں) بلکہ تیس شہروں میں بیک وقت خطبہ دیا، جمعہ پڑھایا تو تیس شہروں میں خود حضرت حضرمی بنفسِ نفیس تشریف فرما تھے یا صرف ایک شہر میں آپ تھے باقی انتیس شہروں میں آپ کی روح پاک تھی۔ بر تقدیر ثانی روح کی اقتدا میں نماز کا حکم کیا ہے۔ نیز حضرت شربینی بیک وقت چار ملکوں میں اپنی چاروں اہل وعیال کے پاس ہوتے تھے۔ یا صرف ایک ملک میں اور باقی تین ملکوں میں آپکی روح مبارک بر تقدیرِ ثانی اولاد کیسے ہوئی اور اگر پہلی صورت تھی یعنی حضرت حضرمی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہی نے خود جمعہ پڑھایا اور حضرت شربینی ہی چار ملکوں میں خود جلوہ افروز تھے تو "چشمِ ما روشن دلِ ماشاد"۔

سارے جھگڑے ہی ختم ہو گئے۔

ہم تو اہلسنّت وجماعت ہیں (کثرھم اللہ تعالیٰ) ہم تو انبیاء کرام واولیاءِ عظّام کی خداداد عظمت وشان کے ماننے والے تعدّدِ اجساد کے قائل ہیں خواہ اس کا نام عالم مثال رکھیں یا کچھ اور۔ لہٰذا ہمارے مسلک پر تو کوئی اعتراض نہیں ہے ہمارا مسلک بفضلہٖ تعالیٰ بے غبار ہے۔ کسی عقل مند کی عقل مانے یا نہ مانے مگر حق یہی ہے کہ ذات ولی کی ہوتی ہے لیکن قدرت قادرِ قیّوم کی ہوتی ہے اور یہی مرتبہ فنا کا ہے اور یہی مفاد ہے اس حدیث قدسی کا۔

مَایزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتّٰی احببتہٗ فاذا احببتہٗ فکنت سمعہ الّذی یسمع بہ وبصرہ الّذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بھا ورجلہ الّذی یمشی بھا وان سالنی لاعطیتہٗ۔

(۶)

حاجی اِمدادُ اللہ صاحب مہاجر مکّی کا قول

فرمایا کہ اَلصّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیکَ یارسول اللہ بصیغہ خطاب

یں بعض لوگ کلام کرتے ہیں یہ اتصال معنوی پر مبنی ہے
لہ الخلق والامر۔ عالم امر مقید بجہت وطرف و قرب وبعد
وغیرہ نہیں ہے پس اس کے جواز میں شک نہیں ہے۔

(شمائم امدادیہ صہ ۹۷ مطبع قومی پریس لکھنؤ)

اس عبارت نے سارا مسئلہ حل کر دیا ہے۔ رُوح عالم امر سے ہے اور عالمِ امر طرف وجہت قرب وبعد میں مقید نہیں ہے اور یہ بھی مسلّم کہ ولیوں، ابدالوں، اوتادوں، قطبوں اور غوث (قطب الاقطاب) کی رُوح سے سیّدِ دو عالم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جسمِ پاک ستّر درجہ لطیف تر ہے۔ لہٰذا نتیجہ یہ ظاہر ہے کہ محبوبِ کبریا، نُورِ مجسّم سیّدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسدِ اطہر (حقیقتِ محمّدیہ) سے کوئی چیز دُور نہیں ہے۔ جیسے رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے فرش ویسے ہی عرش، جیسے زمین ویسے ہی آسمان، جیسے ملک ویسے ہی ملکوت، جیسے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے سامنے روضۂ انور ویسے ہی سارا جہان کون و مکان، صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم۔

اسی لیے حضور باعثِ ایجادِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهَا وَاِلٰی مَا هُوَ کَائِنٌ فِیْهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ

لہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

الیٰ کفیٰ ھٰذہ۔

کہ اللہ تعالیٰ نے ساری دُنیا میرے سامنے کر دی ہے لہٰذا میں ساری دُنیا کی طرف اور جو کچھ تا قیامت دُنیا میں ہوگا سب کچھ یوں دیکھ رہا ہُوں جیسے اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں

(۷)

مسلک اہل حدیث کے مجتہد حافظ عبداللہ روپڑی نے پُر زور اور وزنی دلائل سے ثابت کیا ہے:

لفظ ھٰذا سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں مکشوف ہوتے ہیں نہ کہ حاضر ما فی الذہن کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ (فتاویٰ اہلحدیث ص ۱۳۸ تا ص ۱۴۵ جلد ۲)

اَللّٰھُمَّ ارزقنا حبك وحب حبيبك الكريم وحب آلِہٖ واصحابه واولياء امته وامتنا عليه۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچّی محبّت اور عشق عطا فرمائے۔ بغیر محبّت کے سب بَربَریّت ہے دھوکہ بازی ہے۔

اَللّٰھُمَّ ارزقنا حبك وحب حَبِيبك الكرِيم وحب آلِہٖ واَصحَابِہٖ وَاَولیاءِ اُمّتِہٖ وَامتنا عَلَیہ۔

فصل ششم

حاضر و ناظر واقعات کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ نے اپنے ولیوں کو جو کرامات عطا فرمائی ہیں ان میں سے ایک کرامت یہ ہے کہ وہ بیک وقت متعدّد مقامات پر متعدّد اجساد کے ساتھ ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اس کرامت کو تعدّدِ اجساد کہا جاتا ہے:

ذَکَرَ اِبْنُ السُّبکِی فِی الطَّبَقَاتِ ان الکرامات انواع وعد منھا ان یکون لہ اجساد متعدّدۃ

یعنی علّامہ ابن سبکی نے طبقات میں ذکر فرمایا کہ کرامتوں کی کئی قسمیں ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ ولی کے کئی جسم ہو جاتے ہیں۔

(تفسیر روح البیان ص ۲۱۵/۹، الحاوی للفتاوٰی ص ۳۴۲/۱)

(۲)

تفسیر مظہری میں ہے:

وَکَذٰلك یجعل لنفوس بعض اولیائہ فانھم یظھرون انشاء اللہ تعالیٰ فی آنٍ واحد فی

امکنۃ شتی باجساد ھم المکتسبہ۔

یعنی یوں ہی خُدا تعالیٰ اپنے بعض ولیوں کو طاقت عطا فرماتا ہے کہ وُہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک آن میں متعدّد جگہوں میں اپنے اجساد مُبارکہ کے ساتھ ظاہر ہو جاتے ہیں۔

(تفسیر مظہری صـــ ۲۷۷/۳)

(۳)

تفسیر رُوح المعانی میں ہے:

ولا مانع من ان یتعدّد الجسد المثالی الیٰ مالایحصی من الاجساد۔ (تفسیر روح المعانی صـــ ۳۵ جلد ۲۲)

یعنی اس سے کوئی امر مانع نہیں کہ جسد مثالی کا تعدد بیشمار اجساد میں ہو۔

(۴)

قطبِ وقت عارف باللہ امام عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ نے فرمایا

ومنھا شھود الجسم الواحد فی مکانین فی آن واحد۔

(الیواقیت والجواہر صـــ ۲)

کرامات سے ہے ایک جسم کا آنِ واحد میں دو جگہوں میں

ظاہر ہونا (یعنی تعدّد اجساد) بعض لوگ کہتے ہیں کہ تعدادِ اجساد صرف رُوح کے ساتھ ہوتا ہے جسم کے ساتھ محال ہے اس پر امام شعرانی رحمہ اللہ کو جلال آگیا فرماتے ہیں :

۵

فیا من یقول ان الجسم الواحد لا یکون فی مکانین کیف یکون ایمانك بھذا الحدیث فان کنت مومنا فقلد وان کنت عالما فلا تعترض فان العلم یمنعك ـ

یعنی افسوس ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ ایک جسم دو جگہ نہیں ہوسکتا ۔ اے ایسا کہنے والے کیا تیرا معراج پاک والی حدیث پر ایمان نہیں ۔ (جس میں حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے موسٰی علیہ السلام کو قبر مبارک میں بھی دیکھا) ارے ایسا کہنے والے اگر تُو مومن ہے تو تقلید کر، اگر تو عالم ہے تو اعتراض کیوں کرتا ہے (اگر تیرا علم نوری ہے) تو تجھے تیرا علم اعتراض کرنے سے باز رکھے گا ۔

نوٹ : بعض حضرات کا خیال ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم صرف رُوح کے ساتھ حاضر و ناظر ہیں یہ خیال صحیح نہیں ہے بلکہ سیّدِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنے حقیقی جسمِ مُبارک کیساتھ

حاضر و ناظر ہیں چنانچہ مندرجہ بالا ارشاد میں اس کی تصدیق موجود ہے بلکہ ہمارے اکابر نے اس امر کی تصریح بھی فرما دی ہے امام ہمام علاّمہ نُور الدّین حلبی رحمہ اللہ نے فرمایا :

فھو صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ موجُود بَینَ اظھرِنا حِسًّا وَّ مَعنیً وَّجِسۡمًا وَّرُوۡحًا سِرًّا وَّ بُرھانًا

(جواھر البحار شریف صفحہ ۱۲۴/۲)

یعنی سیّد العلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں ظاہری اور معنوی طور پر بلکہ آپنے جسم و رُوح مُبارکہ کے ساتھ موجود ہیں۔ علم باطن کے طور بھی اور دلائل شرعیہ کے طور بھی موجود ہیں۔ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم رہی یہ بات کہ جسدِ اطہر کے ساتھ حاضر و ناظر ماننے سے اعتراضات وارد ہوتے ہیں، مثلاً وَمَا کنت بجانب الطور وغیرہ تو یہ اس وقت ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "بشر" من حیث البشر یعنی تین حالتوں میں سے صرف پہلی بشری حالت کے اعتبار سے حاضر و ناظر مانیں بلکہ ہم تو آپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جسدِ حقیقی کے ساتھ باذن اللہ حاضر و ناظر مانتے ہیں، لہٰذا کوئی اعتراض نہیں۔

اس مختصر سی تمہید کے بعد اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی چند ایسی کرامات ذکر کی جاتی ہیں جن سے مسئلہ مذکور کے سمجھنے میں بصیرتِ تامہ حاصل ہو گی۔

۱

حضرتِ شیخ ابُوالعباس مرسی قدس سرہٗ کا پانچ کے گھر بیک وقت حاضر ہونا

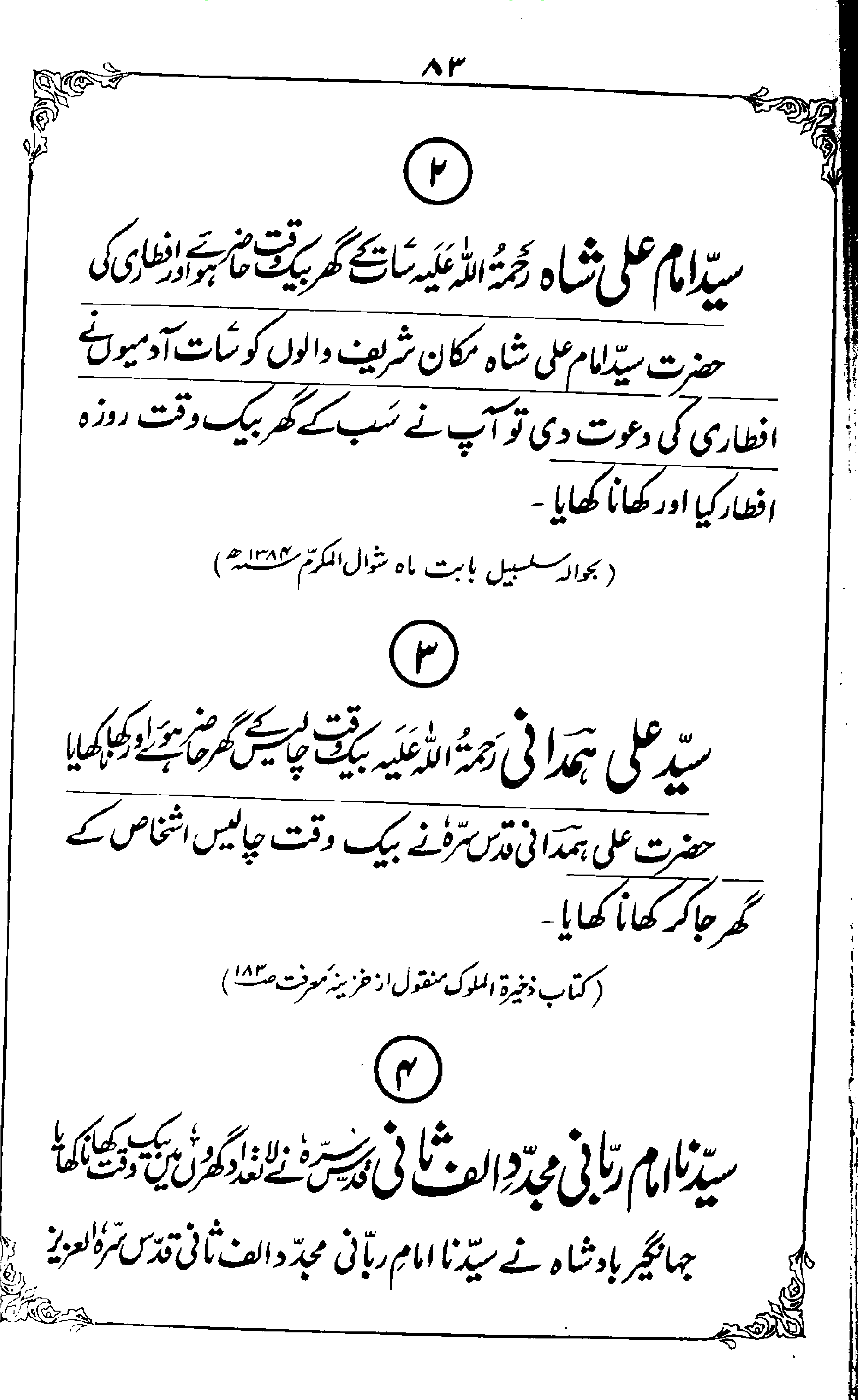
حضرتِ شیخ ابُوالعباس مرسی قدس سرہٗ کو ایک نیاز مند نے نمازِ جمعہ کے بعد اپنے گھر تشریف لے جانے کی دعوت دی۔ آپ نے اس دعوت کو قبول فرما لیا پھر دُوسرا عقیدت مند آیا اس نے بھی اپنے ہاں کے لیے دعوت دی آپ نے اس کے ساتھ بھی وعدہ فرما لیا، پھر تیسرا پھر چوتھا پھر پانچواں آیا آپ نے سب کے ساتھ وعدہ فرمالیا

ثم صلی الشیخ مع الجماعۃ وجاء فقعد بین الفقهاء ولم یذهب لاحد منهم واذا بکل من الخمسۃ جاء یشکر الشّیخ علٰی حضورعنده۔

(الحاوی للفتاوٰی للعلّامہ السیوطی رحمۃ اللّٰہ تعالٰی ص ۳۴۰ جلد ۱)

یعنی حضرتِ شیخ ابُوالعباس نے نمازِ جمعہ پڑھی تو آپ علماءِ کرام کے پاس بیٹھ گئے اور کہیں نہ گئے کچھ دیر کے بعد وُہ پانچوں نیاز مند دعوت دینے والے آئے اور حضرتِ شیخ کا ان سب کے گھروں میں تشریف لے جانے پر ہر ایک نے شکریہ ادا کیا۔

رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عنہ



(۲)

سیّد امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سات کے گھر بیک وقت حاضر ہوئے اور افطاری کی

حضرت سیّد امام علی شاہ مکان شریف والوں کو سات آدمیوں نے افطاری کی دعوت دی تو آپ نے سب کے گھر بیک وقت روزہ افطار کیا اور کھانا کھایا۔

(بحوالہ سلسبیل بابت ماہ شوال المکرم ۱۳۸۴ھ)

(۳)

سیّد علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ بیک وقت چالیس گھر حاضر ہوئے اور کھانا کھایا

حضرت علی ہمدانی قدس سرہٗ نے بیک وقت چالیس اشخاص کے گھر جا کر کھانا کھایا۔

(کتاب ذخیرۃ الملوک منقول از خزینۂ معرفت ص ۱۸۳)

(۴)

سیّدنا امام ربّانی مجدّدِ الف ثانی قدس سرہٗ نے لاتعداد گھروں میں بیک وقت کھانا کھایا

جہانگیر بادشاہ نے سیّدنا امام ربّانی مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز

سے عرض کیا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر قبر میں تشریف لاتے ہیں اور ایک ہی وقت میں مرنے والوں کی تعداد سینکڑوں ہزاروں تک پہنچی ہوگی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو ایک ذات ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر مرنے والے کی قبر میں کیسے پہنچ جاتے ہیں۔ اس کی وضاحت فرمایئے!

سیّدنا امامِ ربّانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بادشاہ! دہلی والوں کو کہو کہ وُہ میری دعوت کریں لیکن دعوت ایک ہی دن اور ایک ہی وقت میں ہو۔ اس فرمائش پر جہانگیر نے اپنے بہت سے احباب کو امامِ ربّانی کی دعوت کے متعلّق کہہ دیا اور اسی دِن خود بھی جہانگیر نے امامِ ربّانی قدّس سرّہٗ کی دعوت کی وقتِ مقرّرہ پر سیّدنا امامِ ربّانی نے بادشاہ کے ہاں دعوت کھائی رات اسی کے ہاں قیام فرمارہے۔ صبح بادشاہ نے ان دعوت دینے والوں کو بُلاکر پُوچھا توسب نے فرداً فرداً اقرار کیا کہ امامِ ربّانی قدّس سرّہٗ نے کل رات کا کھانا ہمارے گھر کھایا تھا یہ سُن کر بادشاہ حیران ہُوا۔ سیّدنا امامِ ربّانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بادشاہ میں تو سیّدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادنےٰ اُمتی ہُوں اور جب میں سب کے گھر بیک وقت موجود ہوکر کھانا کھاسکتا ہُوں تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں ہر قبر میں جلوہ فرما

نہیں ہو سکتے۔ (ملخصاً فیوضاتِ مجدّدیہ ص۱۱)

اور غوثوں کے غوث محبوبِ سُبحانی، قطبِ ربّانی قدس سرّہٗ کی مشہور کرامت ہے کہ آپ بیک وقت کئی مُریدوں کے ہاں پہنچے اور کھانا کھایا۔

⑤

حضرت خواجہ مُحمّد حضرمی قدس سرّہٗ نے پچاس شہروں میں بیک وقت جُمعہ پڑھایا

قال الشعرانی واخبرنی من صحب الشیخ مُحمّد الحضرمی انّہ خطب فی خمسین بلدۃ فی یوم واحد خطبۃ الجمعۃ وصلی بھم اماما۔

(رُوح البیان ص ۶۱۶ / ۹)

یعنی قُطبِ وقت سیّدنا امام شعرانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے اس شخص نے بتایا جو کہ شیخ مُحمّد حضرمی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہا کہ حضرت شیخ حضرمی نے ایک ہی دن میں ایک ہی وقت پچاس شہروں میں جُمعہ کا خُطبہ دیا اور نمازِ جُمعہ پڑھائی۔ سُبحان اللہ یہ تو شانِ ولایت ہے۔ شانِ نبوّت کا کیا کہنا۔ ؎

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

(۶)

حضرت خواجہ قضیب البان رحمہ اللہ جہان بھر میں جہاں بھی نماز پڑھتے سجدہ بابِ کعبہ میں ہوتا۔

خاتمۃ المحدثین علامہ سیوطی رضی اللہ عنہ نے حضرت قضیب البان موصلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا واقعہ نقل فرمایا ہے اور قضیب البان وُہ بزرگ ہیں جن کے متعلق حضرت محبوب سُبحانی سرکار غوثِ اعظم قدس سرہ سے سوال ہُوا تو آپ نے فرمایا:

هو ولى مقرب ذو حال مَعَ اللهِ تعالىٰ و قدم صدق عنده۔

فرمایا وُہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں قرب والا ولی ہے وُہ صاحبِ حال ہے اور وہ قضیب البان خدا تعالیٰ کے دربار میں سچائی کے قدم والے ہیں۔ پھر کسی نے عرض کیا حضور وُہ تو نماز نہیں پڑھتا سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

انه يصلى من حيث لا ترونه وانى اراه اذا اصلى بالموصل او بغيرها من آفاق الارض يسجد عند باب الكَعْبَة۔

یعنی فرمایا کہ قضیب البان وہاں نماز پڑھتے ہیں کہ تم دیکھ نہیں

سکتے مگر میں اسے دیکھتا ہوں کہ موصل میں یا کسی اور جگہ زمین کے کسی خطّے میں نماز پڑھے تو سجدہ وُہ خانہ کعبہ کے دروازہ کے پاس ہی کرتا ہے۔

(الحاوی للفتاوٰی ص۲۳۱)

۷

خواجہ قضیب البان رحمہ اللہ کا بیک وقت متعدّد صُورتوں سے پُوری صف بھر دینا

حضرت قضیب البان کے متعلّق علاّمہ سیوطی قدّس سرّہٗ نے فرمایا:

یحکی عن قضیب البان الموصلی وکان من الابدال انه اتهمه بعض من لم یره یصلی بترك الصلوٰة و شدد النکیر علیه فی ذٰلك فتمثل له علی الفور فی صور مختلفة و قال فی ای هٰذا الصور رایتنی ما اصلی۔

یعنی حضرت قضیب البان موصلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ ابدال میں سے تھے ان پر کسی نے تہمت لگائی کہ یہ نماز نہیں پڑھتے اور سخت انکار کیا تو حضرت قضیب البان ان کے سامنے متعدّد اجساد میں اور مختلف صُورتوں میں ظاہر ہو گئے اور فرمایا اے اعتراض کرنے والے

بتا تو نے ان میں سے کس صورت میں مجھے دیکھا ہے کہ میں نے نماز نہیں پڑھی۔

(الحاوی للفتاوی ص ۲۳۸)

(۸)

حضرت سید نورالدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ کے تاثرات

امام نورالدین حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

قلت فاذا کان ھٰذا للواحد من الابدال افلا یظھر من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم الف الف مثال۔

یعنی ابدال میں سے ایک ولی کی یہ شان ہے کہ وہ فوراً متعدد اجساد میں مختلف صورتوں میں ظاہر ہو سکتا ہے تو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاکھوں اجساد نہیں ہو سکتے۔

نوٹ: اس واقعہ میں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ سرکار غوث اعظم قدس سرہٗ نے فرمایا قضیب البان موصلی موصل میں یا زمین کے کسی خطے میں نماز پڑھتے ہیں تو سجدہ بابِ کعبہ میں کرتے ہیں۔

سبحان اللہ ایک ولی کی شان کہ نماز مشرق میں سجدہ بابِ کعبہ

کے پاس نماز مغرب میں تو سجدہ بابِ کعبہ میں، نماز موصل میں، تو سجدہ بابِ کعبہ میں، نماز مصر میں تو سجدہ باب کعبہ میں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى النَّبِيِّ الْحَبِيْبِ الْحَسِيْبِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلِيَاءِ اُمَّتِهٖ وَ عُلَمَاءِ مِلَّتِهٖ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْن -

(۹)

حضرت خواجہ سعود المصری مجذوب قدس سرہٗ

انه كان يخبر عن وقائع الاقاليم كلها فيقول عزل اليوم فلان ومات فلان وولى فلان فلا يخطئ فى واحدة -

(جامع کراماتِ اولیاء، ص ۹۲/۲)

یعنی حضرت خواجہ سعود مجذوب مصری رحمۃ اللہ علیہ پورے جہان کی خبریں دیا کرتے تھے فرمایا کرتے فلاں ملک کا فلاں بادشاہ معزول ہوگیا ہے فلاں ملک کا فلاں بادشاہ مرگیا ہے اور فلاں ملک کا فلاں بادشاہ بن گیا ہے اور ان کی کوئی بات خطا نہ جاتی۔

اپیل

اَے میرے عزیز مُسلمان بھائیؔ، دِل میں محبّت وعظمتِ مصطفی ﷺ رکھ کر مندرجہ بالا واقعات کو تعصّب کی عینک اتار کر ایمان کی نظروں سے پڑھ اور پھر اَپنے ایمان سے پُوچھ کر رحمۃ للعالمین سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے باعطاءِ اللہ و باذن اللہ حاضر و ناظر ہونے میں کوئی شک ہے؟

اگر پھر بھی شک نہ جائے تو کسی اللہ والے سے اپنی نظر درست کرا تاکہ قبر میں جانِ جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پہچان میں کوتاہی نہ ہو جائے۔ کیونکہ قبر میں کامیابی اللہ تعالےٰ کے وحدہٗ لاشریک ہونے کی گواہی اور رسول اللہ ﷺ کی پہچان سے ہی ہوگی۔ حدیثِ پاک میں ہے، عن البراء ان النبی ﷺ قال المؤمن اذا شهد ان لآ الٰہ الا اللہ وعرف محمداً رسول اللہ ﷺ فی قبرہ فذٰلك قول اللہ جل وعلا یثبت اللہ الذین اٰمنوا بالقول الثابت فی الحیاۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ۔ (صحیح ابن حبان ص ۲۳۶)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن جب قبر میں اس بات کی گواہی دیگا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ رسول اللہ ﷺ کو پہچان لے گا (تو وہ کامیاب ہوجائیگا) اور یثبت اللہ الذین سے یہی مراد ہے۔

اور یہ حدیث پاک صحیح ہے شارح نے فرمایا، اسنادہ صحیح علیٰ شرط البخاری۔

فصل ہفتم

حاضر و ناظر نہ ماننے کی وجہ

۱

سیّدنا امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع صغیر میں حدیث پاک تحریر کی ہے:

ادّبوا اولادکم علیٰ ثلاث خصال حب نبیّکم وحب اہلبیتہ وقراۃ القرآن

(جامع صغیر صفحہ ۱۴ جلد ۲)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اے میری اُمّت اپنی اولاد کو تین چیزوں کی تربیّت دو اپنے نبی کی محبّت سکھاؤ اور نبی کی اہلبیت[1] کی محبّت سکھاؤ اور قرآن پاک کی تلاوت سکھاؤ۔

اس حدیثِ پاک میں درجہ بدرجہ تین چیزوں کا ذکر ہے، پہلے درجہ میں رسولِ اکرم شفیعِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبّت ہے دوسرے درجہ میں اہلبیت کی محبّت ہے اور تیسرے درجہ میں قرآنِ پاک کی تلاوت ہے۔

[1] رضی اللہ عنہم

ظاہر ہے کہ بچّہ خالی الذّہن ہوتا ہے جب اس کے ذہن میں محبّتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منقّش ہو جائے گی تو پھر یہ محبّت آخری دم تک نکلے گی نہیں۔ اور ایمان محفوظ ہو جائیگا اور ان خوش نصیب لوگوں میں سے ہو جائے گا جن کی تعریف اللہ تعالٰے نے قرآن پاک میں کی ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

(سورہ مجادلہ پ آیت)

یعنی اے محبوب آپ نہ پائیں گے ایسی قوم جس کا اللہ تعالٰے پر اور آخرت پر ایمان صحیح ہو وہ قوم محبّت دوستی کر جائیں،

ایسے لوگوں کے ساتھ جو عداوت رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول[1] کے ساتھ اگرچہ وہ عداوت رکھنے والے ان کے باپ ہوں یا بیٹے ہوں یا بھائی اور قبیلہ کنبہ والے ہوں۔ یہ لوگ وہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش کر دیا ہے اور اپنی رحمت سے ان کی مدد فرماتا ہے اور قیامت کے دن ان کو بہشتوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور وہ ان بہشتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور وہ اپنے رب تعالیٰ سے راضی ہیں یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہے۔ کان کھول کر سن لو اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی فلاح پانے والی ہے۔

لیکن کچھ عرصہ سے بعض علماء نے بچوں کو سب سے پہلے قرآن کی تعلیم دینا شروع کر دی ہے اور بچوں کو کافروں اور بتوں والی آیاتِ مبارکہ ذہن نشین کرا کے نکمے ناکارہ بتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے نبیوں[2]، ولیوں کو بھی بے بس اور بے اختیار ذہن نشین کرا دیا جاتا ہے ایسے بچے تاحیات نبیوں، ولیوں کے کمال و فضل کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ شیخ سعدی رحمہ اللہ نے فرمایا

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج تا ثریا مے رود دیوار کج

[1] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [2] علیہم السلام۔

یعنی معمار جب پہلی اینٹ ہی ٹیڑھی رکھے گا تو پھر وہ دیوار خواہ آسمان تک پہنچ جائے ٹیڑھی ہی رہے گی۔ لہٰذا ایسے بچّے جنکو کافروں اور بُتوں والی آیاتِ قرآنیہ پڑھا کر نبیوں ولیوں کو بے بس بے اختیار باور کرایا جاتا ہے ایسے بچّے بڑے ہو کر منبروں پر بیٹھ کر بُتوں والی آیات پڑھ کر نبیوں، ولیوں کی شان میں تنقیص کرتے رہتے ہیں اور وُہ اسی کو توحید[۱] جانتے ہیں اور وُہ اس توحید کی آڑ میں نہ تو کسی نبی ولی کے لیے اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کا عطا کردہ علمِ غیب مانتے ہیں نہ اختیار نہ تصرّف نہ عظمت۔

واقعہ: ایک ڈاکٹر صاحب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے اپنا واقعہ سُنایا کہ ہماری ایک دوست کے گھر سرسیّد ٹاؤن میں دعوت تھی اتّفاق سے وُہ جُمعہ کا دن تھا احباب نے کہا پہلے جُمعہ پڑھ آئیں پھر کھانا کھائیں گے چنانچہ ایک مسجد میں پہنچے وہاں خطیب نے دورانِ وعظ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ والی آیت پڑھی اور وُہ خطیب ترجمہ اس انداز اور لہجہ سے کرے جیسے اللہ تعالیٰ کسی دشمن کو خطاب کر رہا ہے یہ سُن کر دل میں کُڑھن سی پیدا ہوئی کہ ہم کہاں پھنس گئے۔ نمازِ جُمعہ کے بعد جب لوگ خطیب صاحب سے مصافحہ کیلئے آگے بڑھے تو میں بھی ان کے ساتھ خطیب مذکور کے ہاں پہنچ گیا

---

[۱] توحید کو سمجھنے کے لیے کتاب توحید اور فرقہ بندی کا مطالعہ کریں۔

اور مصافحہ کرتے ہوئے مَیں نے سوال کیا مولوی صاحب تیرا گھر کہاں ہے یہ سُن کر وُہ سیخ پا ہُوا اور بولا ارے بدتمیز تجھے بولنے کی بھی تمیز نہیں مَیں نے اور سوال کر دیا تیرے بیٹے کتنے ہیں، وُہ اور بھڑکا پھر اس کے ساتھ کچھ اس کے مقتدی بھی شامل ہو گئے تو مَیں نے کہا مولوی تجھے آپ کے بجائے تیرا کہنے میں تیری عزّت میں فرق آ گیا ہے تو اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کی کوئی عزت نہیں؟ اس پر چند نمازیوں کو تو سمجھ آ گئی مگر جن کے دل عظمتِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ سے خالی تھے وُہ ماننے کو تیار نہ ہُوئے اور وُہ بڑبڑ کرتا مسجد سے نکل گیا۔ الحاصل ایسے بچّے زندگی بھر نبیوں، ولیوں کی شان میں تنقیص کرتے رہتے ہیں اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایسے لوگوں کو ساری خدائی سے بدترین گردانتے تھے چنانچہ صحیح بخاری میں ہے:

وکان ابن عمر یراھم شرار خلق اللّٰہ وَقالَ انھم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفّار فجعلوھا عَلَی المؤمِنِین۔

(صحیح بخاری جلد دوم باب قتل الخوارج والملحدین)

یعنی سیّدنا عبداللہ بن عمر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خارجیوں کو ساری

مخلوق سے بدتر جانتے تھے اور فرماتے یہ اس لیے کہ یہ لوگ کافروں والی آیاتِ مُبارکہ کو اہلِ ایمان (نبیوں، ولیوں) پر چسپاں کرتے ہیں۔

اے میرے عزیز مندرجہ بالا ارشادِ گرامی اس دَور کے کسی فرقہ باز مُلّاں مولوی کا نہیں بلکہ ایک جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ کا ہے، جن کا شمار مجتہدین صحابہ کرام میں ہوتا ہے پھر یہ قول کسی وعظ کی کتاب یا کسی غیر معتبر رسالے سے نہیں لیا گیا بلکہ یہ حدیثِ پاک کی اس کتاب میں ہے جو کہ حدیثِ پاک کی طبقۂ اولیٰ کی کتاب ہے جس کا مرتبہ قرآن پاک کے بعد سب سے اُونچا ہے یعنی صحیح بُخاری اللہ تعالیٰ مان لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

نیز اس مندرجہ بالا سیدنا عبداللہ بن عمر صحابی رضی اللہ عنہ کے ارشادِ گرامی سے ثابت ہُوا کہ جو مولوی یا عالم قرآنِ پاک آیتیں پڑھ پڑھ کر کہے کہ نبی ولی نہ تو کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان اور نبیوں، ولیوں کے اختیار میں کچھ نہیں ایسا مولوی عالم اللہ والوں کی جماعت سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ہماری طرف سے جزائے خیر عطا کرے کہ انہوں نے ہمیں ایک لائن دیدی ہے اور ہدایت کا راستہ دکھا دیا ہے جس کی روشنی میں ایک معمولی

پڑھا لکھا انسان بھی اپنے بیگانے میں اور حق و باطل میں تمیز کر سکتا ہے۔

اے میرے عزیز مَیں نے مندرجہ بالا چند سطریں آپکی خیرخواہی کے لیے لکھ دی ہیں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ کچھ لوگ حبیبِ خدا[1] سیّدِ انبیاء باعثِ ایجادِ عالم رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیوں اللہ تعالیٰ کی عطا سے حاضر و ناظر نہیں مانتے۔ حالانکہ شیخ المحدثین شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے واشگاف الفاظ میں فرما دیا ہے کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننے میں کسی ایک عالم کا بھی اختلاف نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ مان لینے کی توفیق عطا کرے۔

نہ ماننے کی دُوسری وجہ

بصارت (نظر) کے اعتبار سے بندوں کی تین قسمیں ہیں:

بینا۔ نابینا۔ بھینگا۔ بینا وُہ ہے جس کی نظر صحیح ہو، نابینا وہ جس کی بینائی ختم ہو چکی ہو۔ بھینگا وُہ جس کو ہر چیز دو نظر آئیں، یوں ہی بصیرت کے لحاظ سے بھی تین قسمیں ہیں بینا، نابینا، بھینگا بصیرت کے اعتبار سے جو بھینگا ہو گا اسے دو نظر آتے ہیں، خدا تعالیٰ[1] الگ نظر آتا ہے اللہ کا رسُول[2] الگ، لہٰذا وُہ کوئی بھی کمال

[1] جل جلالہٗ [2] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے نہیں مانے گا کیوں کہ اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے مقابل دوسرے نظر آتے ہیں اور اسے حبیب خدا سید انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر کمال شرک دکھائی دیتا ہے۔ تو وہ اگر حبیب خدا سید انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے غیب کا علم مانے تو شرک اگر اختیار مانے تو شرک تصرف مانے تو شرک، حاضر و ناظر مانے تو شرک۔ اس لیے وہ کسی بھی کمال وعظمت کو نبی اکرم شفیع اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے نہیں مانتا۔ لیکن جو بینا ہے جس کی نظر صحیح ہے اسے تو ایک ہی نظر آتا ہے "اللہ ہی اللہ بس" باقی سب مظاہر قدرت ہیں۔ اسے نظر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی مالک ہے، وہی خالق ہے، وہی شافی ہے، وہی رازق ہے، وہی حافظ ہے، وہی ناصر ہے وہی معین و مددگار ہے وہی زندہ کرتا ہے، وہی مارتا ہے، اسے نظر آتا ہے کہ ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وہی خالق ہے، اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ۔ لیکن وسیلہ سے پیدا فرماتا ہے! شافی وہی ہے وہ دوائی اور ڈاکٹر کے وسیلہ سے شفا دیتا ہے۔ رازق وہی ہے لیکن وہ کسی ذریعہ اور وسیلہ سے رزق دیتا ہے۔ زندہ بھی وہی کرتا ہے مارتا بھی وہی ہے لیکن زندہ کرتا ہے تو وسیلہ

سے مارتا ہے تو ملک الموت کے وسیلہ سے ،حافظ و ناصر وہی ہے
لیکن وہ حاکم وغیرہ کے وسیلہ سے حفاظت عطا کرتا ہے۔ رحیم و کریم وہی
ہے ، رحم و کرم وہی فرماتا ہے لیکن رحم کرنے کے لیے اس نے اپنے
حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو وسیلہ بنایا ہے ،

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ۔

لیکن میرے دوست میرے عزیز غور کر کہ مالک تو اللہ ہی
ہے پھر تو کس قانون سے کہتا ہے کہ فلاں دوکان فلاں مکان کا
مالک میں ہوں اور جب مان لیا کہ شافی (شفا دینے والا) اللہ ہی
ہے تو پھر کس قانون سے ڈاکٹر و حکیم کے ہاں جاتا ہے ؟ اس وقت
اللہ تعالیٰ کے ہاں تو کیوں نہیں جاتا !

اے میرے عزیز یہ تیری نظر کا بھینگا پن ہے تو اپنی نظر کا علاج
کسی روحانی معالج سے کرا تا کہ تجھے بھی ایک ہی نظر آئے اور یہ
جھگڑے یہ فرقہ بندیاں ختم ہو جائیں ۔

(روحانی معالج) میاں عبدالرشید صاحب مرحوم و مغفور نورِ بصیرت
والے لکھتے ہیں : بعنوان

رُوحانی گورنر

یہ واقعہ ۱۹۴۵ء کا ہے قلعہ گوجر سنگھ لاہور اس سڑک پر جو کہ

پولیس لائنز کے ساتھ ساتھ چلتی ہے ایک صاحب کا چھوٹا سا مطب تھا مجھے دوستوں نے بتایا کہ وُہ (مطب والے) کہتے ہیں اگر کسی نے جناب رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں درخواست گزارنی ہو تو وُہ بتوسط گورنر روحانی پنجاب لکھ کر انہیں دے۔ یہ پاکستان بننے سے پہلے کی بات ہے ان دنوں پنجاب متحد تھا ایک روز سہ پہر کے وقت میں ان کی خدمت میں حاضر ہُوا وہاں کچھ دیہاتی مرد عورتیں ان سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں درخواستیں لکھوا رہے تھے۔ کوئی لکھواتا مجھے اتنے روپے چاہییں، کوئی مکان طلب کرتا کوئی کہتا میرا بیٹا واپس آ جائے۔ میری طبیعت نے جوش مارا کہ اتنی بڑی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس قسم کی معمولی باتوں کے لیے درخواست دینا آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منصبِ بلند کے شایانِ شان نہیں، میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا میں بھی درخواست لکھوں گا، انہوں نے کاغذ دیا، اس پر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخصوص القابات لکھوائے، دُوسری سطر میں الفاظ "بتوسّط گورنر رُوحانی پنجاب" لکھوائے۔ اس کے بعد وُہ دُوسرے سائلان کی طرف متوجّہ ہو گئے، مَیں نے درخواست لکھ کر ایک طرف رکھ دی وُہ لوگ چلے

گئے تو میں نے اپنی درخواست پیش کی وُہ بزرگ اسے پڑھ کر بہت خوش ہوئے مجھ سے بار بار کہتے میاں سوچ لو میاں سوچ لو میں نے عرض کیا ہاں خوب سوچ سمجھ کر درخواست لکھی ہے۔ میں نے پھر پُوچھا کیا درخواست منظور ہو جائے گی وُہ بولے بھلا ایسی درخواستیں بھی منظور نہیں ہوتیں، بھلا ایسی درخواستیں بھی منظور نہیں ہوتیں۔ (درخواست یہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے اَپنے عشق سے نوازیں)۔

شام ہونے کے قریب تھی وُہ کہنے لگے چلو داتا صاحب چلتے ہیں وہاں دُعا مانگیں گے میں نے انکار کر دیا اور کہا وہاں لوگ شرک کرتے ہیں اور میری طبیعت منغض ہوتی ہے وجہ یہ تھی کہ میں نے سات سال کی عمر سے سترہ سال کی عمر کا زمانہ اہلحدیثوں کے زیرِ اثر گزارا تھا اُنہوں نے اصرار کیا میں انکار پر قائم رہا آخر اس بات پر فیصلہ ہوگیا کہ حضرت کے مزار شریف کے جنوب کی جانب سے جو سڑک گزرتی ہے میں اس پر کھڑا ہو کر دُعا مانگ لوں اندر نہ جاؤں۔ چند دنوں بعد پھر ملاقات ہوئی تو اُنہوں نے فرمایا میاں وُہ تمہاری درخواست منظور ہوگئی ہے میں نے دل میں کہا کوئی اثر ظاہر ہوگا تو مانوں گا۔

مطالعہ کی عادت تھی جو سامنے آتا پڑھ جاتا درخواست گزارنے

کے بعد مطالعہ کی سمت اسلامی علوم کی طرف متعیّن ہوگئی، افکار میں نکھار پیدا ہُوا ذہن میں روشنی پیدا ہُوئی ابتدائی ایام کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

غم کہاں اب کہ تیری اُلفت کا — میرے دِل میں چراغ روشن ہے
عشق کی روشنی کو کیا لکھوں — دل تو دل دماغ روشن ہے

(تصوّف دایمان کے موتی صلا۱۳۱)

پھر بھی میاں عبدالرّشید صاحب ہیں کہ جب رُوحانی معالج سے علاج کرایا اور نظر درست ہوگئی تو دین کی وُہ خدمت کی کہ پُورے معاشرے کو سیراب کر دیا۔

میرے عزیز اگر آپ کو کوئی رُوحانی معالج میسّر نہ ہو تو مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کر لیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بہت بڑی اُمید ہے کہ نظر درست ہوجائے گی۔ وُہ کتابیں یہ ہیں:

۱۔ آبِ کوثر ۲۔ البُرہان[۱] اور اگر البُرہان نہ مل سکے تو عظمتِ نامِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی کافی ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ ہم سب کو صِراطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ کے راستے پر چلائے۔ آمین۔ ھُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیۡبِہٖ وَنَبِیِّہٖ سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

[۱] یہ دونوں کتابیں مکتبہ سُلطانیہ محمّد پورہ فیصل آباد اور مکتبہ صبح نُور پیپلز کالونی فیصل آباد سے مل سکتی ہیں۔

سوال: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر مان لیا جائے تو چند سوالات واقع ہوتے ہیں ایک یہ کہ اگر نبی علیہ السلام حاضر و ناظر ہیں تو آپ لوگ مصلّٰی امامت پر کیوں کھڑے ہوتے ہیں؟ دوم یہ کہ اگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ہیں تو ہمیں نظر کیوں نہیں آتے، سوم یہ کہ اگر نبی علیہ السلام کو ہر جگہ حاضر و ناظر مانا جائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکّہ سے ہجرت کر کے مدینہ پاک کیوں گئے، چہارم اگر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ کیوں فرمایا وماکنت لدیھم اذ یلقون اقلامھم (قرآن پاک)

جواب: کتاب کے شروع میں بیان ہوا کہ رسول اکرم حبیبِ مکرّم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تین حالتیں ہیں ۱۔ حالت بشری ۲۔ حالت ملکی ۳۔ حالت حقی (حقیقتِ محمّدیہ) لہٰذا آپ کے مندرجہ بالا سوالات ان لوگوں پر وارد ہوتے ہیں جو سیّدِ دو عالم رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صرف بشر مانتے ہیں لیکن ہم اہلسنّت وجماعت پر یہ اعتراضات وارد نہیں ہو سکتے، کیونکہ ہم سیّد العلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے صرف حالت بشری کے اعتبار سے حاضر و ناظر نہیں مانتے بلکہ ہم رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ[1]

لہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو حقیقتِ محمدیہ[1] کے اعتبار سے حاضر و ناظر مانتے ہیں جس کے متعلق خود نبی اکرم رسولِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

إِنَّ اللّٰهَ قَدْ رَفَعَ لِيَ الدُّنْيَا فَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهَا وَإِلٰى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلٰى كَفِّي هٰذِهٖ۔

(طبرانی بحوالہ مواہب و شرح زرقانی ،)

میں ساری دنیا کو اور جو کچھ تا قیامت دنیا میں ہونے والا ہے اسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح دیکھ رہا ہوں۔

اور ظاہر ہے کہ ہاتھ کی ہتھیلی سے کوئی جگہ نہ غائب ہے نہ دور۔

ہاں جو لوگ جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صرف بشر مانتے ہیں ان کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننا واقعی شرک ہے جیسے کہ معانی و بیان کی کتابوں میں آتا ہے کہ دہریہ اگر کہے أَنْبَتَ الرَّبِيعُ الْبَقْلَ یعنی موسم ربیع نے سبزہ اُگایا تو وہ کافر ہے اور اگر مسلمان یہی لفظ کہے انبت الرّبیع البقل تو وہ کافر نہیں ہے بلکہ وہ پکا سچا مسلمان ہے کیونکہ مومن کے نزدیک فاعلِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور انبات کی نسبت ربیع کی طرف بطور اسناد مجازی ہے۔

[1] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

یوں ہی رسول اکرم شفیعِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو صرف بشر ماننے والا حاضر و ناظر کہے تو وہ مشرک ہے اور اگر صحیح العقیدہ مومن کہے تو وہ پکا سچا مومن ہے۔ کیونکہ مومن حقیقتِ محمدیہ کے اعتبار سے حاضر و ناظر کہہ رہا ہے جیسے کہ سابقہ صفحات پر اکابر کے ارشادات مذکور ہوئے۔

اور حقیقتِ محمدیہ[1] یعنی نبی اکرم رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جسدِ حقیقی اتنا عظیم تر ہے کہ زمین و آسمان عرش و کرسی ملک و ملکوت سب سے وسیع تر ہے جیسے کہ عارف باللہ علامہ نور الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

وَاَنَّ الَّذِیْ اُرَاہُ اَنَّ جَسَدَہُ الشَّرِیْفَ لَا یَخْلُوْ مِنْہُ زَمَانٌ وَلَا مَکَانٌ وَلَا مَحَلٌّ وَلَا اِمْکَانٌ وَلَا عَرْشٌ وَلَا کُرْسِیٌّ وَلَا قَلَمٌ وَلَا بَرٌّ وَلَا بَحْرٌ وَلَا سَہْلٌ وَلَا وَعْرٌ وَلَا بَرْزَخٌ وَلَا قَبْرٌ کَمَا اَشَرْنَا اِلَیْہِ اَیْضًا وَاَنَّہٗ اِمْتَلَاءَ الْکَوْنَ الْاَعْلٰی کَاِمْتِلَاءِ الْکَوْنِ الْاَسْفَلِ بِہٖ وَکَاِمْتِلَاءِ قَبْرِہٖ بِہٖ ۔

(جواہر البحار صفحہ ۱۱۵ جلد ۲)

یعنی ہمارا عقیدہ اس بارے میں یہ ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

[1] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم۔

کے جسمِ انور (جسمِ حقیقی) سے نہ تو کوئی زمانہ خالی ہے نہ کوئی مکان نہ کوئی محل نہ امکان نہ عرش خالی ہے نہ کرسی نہ قلم نہ کوئی خشک جگہ خالی ہے نہ تر نہ ہموار زمین نہ برزخ نہ کوئی قبر خالی ہے اور جیسے کہ سید العلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسدِ حقیقی سے روضہ مقدسہ پُر ہے یوں ہی ملک وملکوت پُر ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَی النَّبِیِّ الْمُخْتَار سَیِّدِ الْاَبْرَار وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اُولِی الْاَیْدِی وَالْاَبْصَار اِلٰی یَوْمِ الْقَرَار۔

اور اسی قول کی تائید میں ہے علامہ سیوطی رحمہ اللہ کا ارشادِ گرامی ملاحظہ ہو:

وَاِذَا اَرَادَ اللّٰہُ رَفْعَ الْحِجَابِ عَمَّنْ اَرَادَ اِکْرَامَہٗ بِرُؤْیَتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ رَاٰہُ عَلٰی ھَیْئَتِہِ الَّتِیْ ھُوَ عَلَیْھَا لَا مَانِعَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا دَاعِیَ اِلَی التَّخْصِیْصِ بِرُؤْیَۃِ مِثَالِہٖ۔

(الحاوی للفتاویٰ ص۲/۲۴۳)

یعنی جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف فرمانا چاہتا ہے تو حجاب اُٹھا دیتا ہے،

اور پھر وُہ زیارت کرنے والا رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اسی حالت پر دیکھ لیتا ہے جس حالت پر سرکار (علیہ السلام) دُنیا میں جلوہ افروز تھے نہ یہ محال ہے اور نہ اس بات کی تخصیص کی ضرورت ہے کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صرف مثال دکھائی جاتی ہے۔

یا اللہ ہمیں صحیح نظر عطا کرتا کہ ہم عظمتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو صحیح نظر سے دیکھ سکیں ۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل

سوال : آپ نے ایک غیر ضروری مسئلہ کے متعلق اتنے صفحات لکھ دیئے ہیں جیسے کہ یہ فرض یا واجب ہے اگر آپ اس کی بجائے نماز، روزہ یا حج و زکوٰۃ کے مسائل لکھتے تو مسلمانوں کا بھلا ہوتا

جواب : مندرجہ بالا سوال خارجی ذہنیت کی عکاسی کرتا ہے کیونکہ خارجیوں کے نزدیک اعمال ہی اصل چیز ہے اور محبّت و عظمتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غیر ضروری چیز ہے (العیاذ باللہ) لیکن اہلِ حق اہلِ سُنّت و جماعت کے نزدیک عظمت و محبّتِ مصطفٰے[1] ہی اصل اور اہم چیز ہے اور اعمال کا درجہ ثانوی حیثیّت رکھتا ہے۔ اور یہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر آج تک چلا آرہا ہے ۔ آگے درج کیے جانے والے واقعات اسی بات کی گواہی دے رہے ہیں۔ پڑھیں اور ایمان مضبوط کریں ۔

[1] صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

۱

حیدرِ کرّار سیّدنا مولیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے مقامِ صہبا میں اللّٰہ تعالیٰ کے حبیب رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نیند مبارک پر نماز قربان کر کے ثابت[1] کر دیا تھا کہ نماز روزہ اعمال فرع ہیں، اور اصل چیز رسولِ اکرم شفیعِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ادب اور عظمت ہے

۲

افضل الخلق بعد الانبیاء سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کے مُنہ پر جبکہ اس نے نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ رفیع میں بے ادبی کی بات کہی تھی مُکّا مار کر ثابت[2] کر دیا تھا کہ اصل چیز عظمتِ مصطفےٰ ہے، صلّی اللّٰہ عَلَیہ وَآلہٖ وَسلّم۔

(الصارم المسلول لابن تیمیہ ص۲۷)

۳

سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کلمہ گو نمازی کی تلوار سے گردن کاٹ کر ثابت کر دیا تھا کہ اصل چیز عظمتِ مصطفےٰ[3] ہے۔ واقعہ یوں ہُوا تھا کہ ایک منافق اور ایک یہودی کا کسی

---

[1] اس واقعہ کی تحقیق کے لیے کتاب ردِ شمس کا مطالعہ کریں حق ثابت ہو جائے گا۔

[2] یہ ان کے صحابی بننے سے پہلے کا واقعہ ہے۔

[3] صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم۔

معاملہ میں جھگڑا تھا یہودی نے کہا کہ چلو تمہارے نبی (علیہ السلام) سے فیصلہ کرائیں، لیکن وُہ کلمہ گو مسلمان کہے نہیں تمہارے عالم کعب بن اشرف سے فیصلہ کرائیں، آخر کار وُہ فیصلہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ کے پاس لے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وُہ فیصلہ کر دیا کہ حق والے یہودی کو حق دلا دیا وُہ منافق اس پر راضی نہ ہُوا اور اس نے یہودی سے کہا چلو ابُوبکرؓ سے فیصلہ کراتے ہیں اور سیّدنا صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی وہی فیصلہ سُنا دیا پھر منافق نے کہا چلو حضرت عمرؓ سے فیصلہ کرائیں اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں فیصلہ پہنچا تو یہودی نے بتا دیا ہم پہلے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے فیصلہ لے چکے ہیں اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے میرے حق میں فیصلہ دیا ہے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کلمہ گو مسلمان سے پُوچھا کیا واقعی میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ دیا ہے! اس منافق نے اقرار کیا تو فرمایا مَكَانَكَ حَتّٰى اَخْرُجَ فَاَقْضِىَ بَيْنَكُمَا یعنی ٹھہر میں ابھی آتا ہُوں اور فیصلہ کرتا ہُوں چنانچہ اندر گئے اور تلوار سونت کر نکلے آتے ہی تلوار مار کر اس نمازی روزہ دار کا سر قلم کر دیا۔

پھر اس مقتول کے ورثہ دوڑے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

ؓ رضی اللہ عنہا۔

قتل کا بدلہ طلب کریں گے کہ عمر (رضی اللہ عنہ) نے ہمارا آدمی ناحق قتل کر دیا ہے، لہٰذا عمر (رضی اللہ عنہ) کو اس کے بدلے قتل کیا جائے مگر ان کے پہنچنے سے پہلے حضرت جبریل علیہ السلام حکمِ الٰہی لے کر پہنچ گئے

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا الخ

تو نبیِ اکرم حبیبِ محترم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فیصلہ سُنا دیا کہ میرے عُمر نے جو فیصلہ کیا ہے وہی درست ہے۔

(۴)

سیّدنا خالد بن ولید صحابی رضی اللہ عنہ نے مالک بن نویرہ کو صرف اس وجہ سے قتل کر دیا تھا کہ اس نے سیّد العٰلمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو صَاحِبُكُمْ تحقیراً کہہ دیا تھا۔ (العیاذ باللہ)

(شفا قاضی عیاض صفحہ ۱۹ جلد ۲ - عمدۃ الاخبار صفحہ ۲۵)

(۵)

سیّدنا ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ایک صحابی تھے جن کی آنکھیں نہ تھیں اس کی بیوی (اُمّ ولد) نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رفیع میں بے ادبی کی باتیں کیا کرتی تھی صحابی رضی اللہ عنہ منع کرتے مگر وُہ باز نہ آتی ایک دن اس عورت نے حبیبِ خُدا سیّد انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ رفیع میں گُستاخی کی بات کہی تو

خاوند نے خنجر لے کر اس بیوی کے پیٹ پر رکھ کر دبایا تو وہ مر گئی صبح ہوئی تو چرچا ہوا کہ فلاں عورت قتل ہو گئی ہے، اس پر نبیِ اکرم سیّدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا اس کو کس نے قتل کیا ہے تو وہ آنکھوں سے معذور صحابی رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے حاضر ہو گئے اور ماجرا سُنا دیا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے قتل کیا ہے کیونکہ یہ میری بیوی آپ کی شان میں بے ادبی کیا کرتی تھی، میں منع کیا کرتا تھا وہ باز نہ آتی تھی تو آج میں نے اس کی باتیں سُن کر اس کو قتل کر دیا ہے حالانکہ میرے اس سے دو بچّے بھی ہیں جو کہ موتیوں کی طرح ہیں اور یہ عورت میری رفیقۂ حیات تھی وہ میرا سہارا بھی تھی کیونکہ میں نابینا ہوں اس کے باوجود میں نے اسے گستاخی کی بنا پر قتل کر دیا ہے، یہ سُن کر نبیِ اکرم شفیعِ اعظم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے صحابہ گواہ ہو جاؤ کہ میں نے اس کا خون معاف کر دیا ہے ۔

(ابوداؤد، نسائی بحوالہ الصارم المسلول ص۴۸)

(عمدۃ الاخبار ص۲۴)

اپیل

اے میرے عزیز میرے مسلمان بھائی میں نے یہ کتاب کسی کا دل دکھانے یا کسی کو نیچا دکھانے کے لیے نہیں لکھی بلکہ صرف اس خیر خواہی کی بنا پر لکھی ہے کہ میرے مسلمان بھائی عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دل میں بٹھا کر دوزخ سے بچ جائیں اور جنّت میں انعام و اکرام کے حقدار بنیں۔ سیّدِ دو عالم رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

من احبّنی یکون معی فی الجنّۃ

(مشکوٰۃ شریف، باب الاعتصام)

یعنی جو مجھ سے محبّت کرے گا وُہ میرے ساتھ جنّت میں ہوگا اللہ تعالیٰ یہ نعمت ہمیں بھی عطا کرے۔

بجاہ حبیبہ الکریم صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم۔

اے میرے بھائی پھر سوچ کہ اگر اعمال صالح (نماز، روزہ وغیرہ) ہی اصل چیز ہوتے تو اللہ تعالیٰ یہ کرا حکم ہرگز نہ سناتا اِنّ المنٰفقین فی الدرک الاسفل من النّار۔ یعنی یہ منافق لوگ یہ دوزخ میں سب سے نیچے ہونگے حالانکہ منافق لوگ نماز، روزہ بھی کرتے تھے حج و زکوٰۃ نیز اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد بھی کرتے تھے ثابت ہُوا کہ محبّت و عظمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم۔

اصل چیز ہے اور اس کے بغیر کوئی چیز فائدہ نہیں دے سکتی۔

(۶)

نیز رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی نے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رفیع میں بے ادبی کی بات کہی تو اسی کے بیٹے نے جو کہ سچا پکا مسلمان تھا دربارِ رسالت میں عرض کیا لَوْ شِئْتَ لَاَتَیْتُكَ بِرَاسِهٖ ۔ یا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگر آپ چاہیں تو میں اپنے باپ کا سر کاٹ کر آپ کے قدموں میں حاضر کر دوں۔

(الصارم المسلول لابن تیمیہ صہ ۲۷ ، شفا ، قاضی عیاض صہ ۲۲/۲)

(۷)

ابنِ حاتم نے مناظرہ کے دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کہہ دیا یتیم حیدرِ کرار کے سسر اور یہ کہ نبی کا زہد اختیاری نہ تھا تو اندلس کے علماء وفقہاء نے اسے واجب القتل گردانا۔ (شفاء شریف صہ ۱۹۲/۲)

(۸)

ابراہیم فزاری جو کہ شاعر تھا اور وہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی شان میں اور انبیاء کرام علیہم السلام خصوصاً رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی کی باتیں کر جاتا تو قیروان کے علماء اور فقہاء نے اس کے قتل کا حکم دیا، اور اسے سولی پر کھینچا گیا اور جب وہ

تختہ دار پر کھینچا گیا تو اس کا منہ قبلہ سے پھر گیا یہ دیکھ کر لوگوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا، پھر کتا آیا اور اس کے خون کو چاٹا، پھر حضرت یحییٰ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث پاک سنائی کہ مسلمان کے خون کو کتا نہ چاٹے گا، اور یہ منظر دیکھ کر فرمایا:

صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(شفاء، قاضی عیاض ص ۱۹۲/۲)

۹

امام ابن تیمیہ نے نمازیوں، روزہ داروں منافقوں کے متعلق لکھا ہے:

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ اَسْوَءُ حَالًا مِنَ الْكُفَّارِ۔

(الصارم المسلول ص ۱۸۶)

یعنی منافق لوگ کافروں سے بدتر ہیں۔

۱۰

نیز امام ابن تیمیہ نے نبی اکرم حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد مبارک هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ کو منافقوں کے بارے میں قرار دیا ہے۔

(الصارم المسلول ص ۱۸۶)

یعنی منافق لوگ نماز روزہ کرنے والے ساری خدائی سے بدتر ہیں۔

دُعا: یا **اللہ** ہمیں بے ادبی اور نفاق سے بچا اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبّت سے وافر حصّہ عطا کر۔

اے میرے عزیز اے میرے مسلمان بھائی میری آپ سے خیرخواہی کے طور پر گزارش ہے کہ مندرجہ بالا ارشادات کو غور سے پڑھیں اور اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ کی فکر کریں۔

نماز اچھّی، روزہ اچھّا، حج اچھّا، زکوٰۃ اچھّی
مگر میں جبتک کٹ مروں آقائے یثرب[2] کی عظمت پر مسلماں ہو نہیں سکتا

آخر میں حدیث رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تحریر کی جاتی ہے تاکہ پڑھ کر افکار کی سمت قبلہ درست کیا جاسکے فرمایا: لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝

دُوسری وجہ اس کتاب لکھنے کی یہ ہے کہ تنزل الرّحمۃ عند ذکر الصّٰلحین جب نیک لوگوں کا ذکر کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

قابلِ غور بات ہے کہ اگر نیکوں کے ذکر کے وقت اللہ تعالےٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے تو سب نیکوں، ولیوں، غوثوں، قطبوں کے

[1] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم۔ [2] یثرب کی جگہ طیبہ ہونا چاہیے۔

جو سزاوار ہیں ان کا ذکر کرنے سے کیوں نہ رحمتِ الٰہی نازل ہوگی۔
یہی وجہ ہے کہ مکتبۂ فکرِ دیوبند کے حکیم الاُمّت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں:

طاعون کا ایک متبرّک علاج منجملہ اور علاجوں کے ذکرِ نبی کریم علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام بھی ہے اور یہ علاج تجربہ میں آیا ہے یعنی میں نے ایک کتاب نشر الطیب لکھی ہے حضور صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کے حالات میں اس کے لکھنے کے زمانہ میں خود اس قصبہ میں طاعون تھا تو میں نے تجربہ کیا کہ جس روز اس کا کچھ حصّہ لکھا جاتا تھا اس روز کوئی جنازہ نہیں جاتا تھا اور جس روز وُہ ناغہ ہو جاتی تھی اس روز دو چار اموات سننے میں آتی تھیں ابتدا میں تو میں نے اس کو اتّفاق پر محمول کیا لیکن جب کئی مرتبہ ایسا ہُوا تو مجھے خیال ہُوا کہ حضور صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کے ذکرِ مبارک کی برکت ہے۔ آخر میں نے یہ التزام کیا کہ روزانہ کچھ حصّہ اس کا ضرور لکھ لیتا تھا آج کل بھی لوگوں نے مجھے طاعون ہونے کے متعلّق اطراف و جوانب سے لکھا ہے تو میں نے ان کو بھی جواب میں یہی لکھا ہے کہ نشر الطیب پڑھا کرو۔

(النور صفحہ ۱۶)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ فقیر نے بھی یہ کتاب جو کہ آپ کے ہاتھوں میں ہے لکھی ہے تاکہ دین و دنیا کی آفتوں، مصیبتوں پریشانیوں سے سیدِ دو عالم رحمتِ کائنات باعثِ ایجادِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ پاک کی برکت سے نجات ملے اور قبر کی وحشت قبر کی ظلمت نیز دوزخ کے عذاب سے امن نصیب ہو، انشاء اللہ تعالیٰ جو مسلمان بھائی اس کتاب کو دل میں محبت و عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رکھ کر پڑھیگا اس کو دونوں جہان کی سعادتیں رحمتیں برکتیں اور نعمتیں عطا ہونگی۔

نیز ذکرِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکتوں رحمتوں کا کون اندازہ اندازہ کرے کتاب "آبِ کوثر" اس کا پڑھنا تو درکنار اس کو بعض احباب نے تقسیم کیا تو ان کی مصیبتیں آفتیں ختم ہوگئیں۔

مندرجہ ذیل واقعات پڑھیں اور ذکرِ حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی برکتوں کا اندازہ لگائیں۔

۱

میرے عزیز محمد خالد صاحب سلمہ ربہٗ الکریم ساکن گلستان کالونی فیصل آباد نے بیان کیا کہ ایک صاحب مسمّی سردار احمد صاحب ساکن منڈی یزمان، کا بیٹا گلستان کالونی فیصل آباد میں سکونت پذیر ہے

وُہ فیصل آباد آتے ہیں تو میرے ذریعے کتاب آبِ کوثر منگواتے ہیں، پچھلی دفعہ میں ان کو ملنے گیا تو انہوں نے فرمائش کی بیٹیا مجھے اتنی تعداد میں آبِ کوثر لا کر دو جب میں کتابیں لے کر ان کے ہاں گیا تو مَیں نے پُوچھ لیا چچا جی آپ اتنی تعداد میں آبِ کوثر کیوں منگواتے ہیں، انہوں نے بتایا کہ میں اور ایک میرا پیر بھائی مسمّیٰ نُور محمّد ساکن کروڑ پکّا ہم دونوں کرمانوالا شریف عُرس مُبارک پر حاضر ہُوئے واپسی پر نُور محمّد نے مجھے واقعہ سُنایا کہ میرے اوپر مقدّمہ بن گیا تھا اور خطرہ تھا کہ مجھے سزا ہوجائے گی لیکن قسمت نے یاوری کی کہ مجھے خواب میں ایک بزرگ ملے اور انہوں نے فرمایا تُو درُود پاک کی کتاب خرید کر تقسیم کر اس پر مَیں بیدار ہوگیا تو ہمارے ہاں ایک دینی مدرسہ ہے مَیں نے اس کے ناظم سے پُوچھا کہ درُود پاک کی کون سی کتاب بہتر ہے اُنہوں نے کہا آبِ کوثر بہت اچّھی کتاب ہے مَیں نے پُوچھا وُہ کہاں سے ملے گی انہوں نے کہا فلاں کتب خانہ والوں سے پُوچھو میں اس کتب خانہ پر گیا، اور پُوچھا تو انہوں نے بتایا ہمارے پاس تیرہ عدد کتابیں آبِ کوثر موجود ہیں مَیں نے وُہ خرید کر تقسیم کر دیں اور پھر جب میں تاریخ پیشی پر عدالت میں گیا تو جج نے مجھے باعزّت طریقے سے بری کردیا۔

اس لیے میں یہ کتابیں لے کر تقسیم کرتا رہتا ہوں۔

(۲)

عزیزم محمود یٰسین صاحب سلّمہٗ ساکن گلبرگ فیصل آباد نے بیان کیا کہ میں ایک دوکان پر ملازم ہوا بعد میں پتہ چلا کہ انکی دوکان پر غیروں نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے اور سول کورٹ سے فریقِ مخالف کے حق میں فیصلہ ہو کر مقدّمہ ہائی کورٹ میں پہنچا ہوا تھا میں نے مالکِ دوکان کو مشورہ دیا کہ جُمعہ کے دن بعد نمازِ عصر مسجد گلزارِ مدینہ محمّد پورہ فیصل آباد میں درُود پاک کی محفل اور کثیر تعداد میں اجتماع ہوتا ہے آپ اس میں شرکت کیا کریں۔ اُنہوں نے شریک ہونا شروع کر دیا، ایک جُمعہ محترم محمّد خالد صاحب نے اُوپر والا واقعہ سُنایا تو مالکِ دوکان سُن کر کہنے لگے ہم بھی کتاب آبِ کوثر لے کر تقسیم کریں چنانچہ انہوں نے کتابیں تقسیم کر دیں اور پھر عدالت میں پیشی کے بعد مالکِ دوکان نے کہا آئندہ پیشی پر انشاء اللہ ہمارے حق میں فیصلہ ہو جائے گا میں نے کہا آپ کو کیسے پتہ چلا تو انہوں نے بتایا میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ درُود پاک کی برکت سے ہمارے حق میں فیصلہ ہوگا۔ چنانچہ دُوسری پیشی پر جبکہ فریقِ مخالف کا وکیل غلط بیانی کر کے جا چکا تھا باری

آنے پر میں جج صاحب کے سامنے ہُوا تو جج صاحب بولے بابا جی آپ آرام سے بیٹھیں آج میں فیصلہ کرکے اُٹھوں گا اور پھر جج صاحب نے دونوں وکیلوں کو بُلا کر ہمارے حق میں فیصلہ کردیا یہ ساری برکتیں درُود پاک اور ذکرِ حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ہیں۔

۳

محترم سیّد بختیار احمد شاہ صاحب ساکن منصور آباد فیصل آباد بتاریخ ۱۹ر اپریل ۱۹۹۷ء فقیر کے ہاں تشریف لائے اور تحریراً بیان کیا کہ میرے ہاتھ میں کہیں سے کتاب آبِ کوثر آئی میں نے وُہ کتاب پڑھ کر کثرت سے درُود پاک پڑھنا شروع کر دیا۔ ایک دن خواب میں وُہ ہستی جلوہ نما ہُوئی جن کے نام مُبارک پر میرا نام ہے یعنی خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللّٰہ علیہ اور مجھ سے کچھ فرمایا مَیں نے اسے محض خواب جانکر نظر انداز کر دیا اور دل میں کہا اگر یہ خواب سچّا ہے تو دوبارہ خواب میں اسی اللّٰہ تعالیٰ کے ولی کی زیارت ہو گی۔ پھر کچُھ عرصہ بعد میرا بھائی ایک قتل کیس میں گرفتار ہو گیا بایں وجہ ہمیں سخت پریشانی لاحق ہُوئی کیونکہ مقتول پارٹی کافی اثر و رسوخ والی اور طاقتور تھی زاں بعد رمضان المبُارک کا مہینہ آگیا اور میں اعتکاف میں بیٹھ گیا اعتکاف

کے دوران پھر حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی حضرت خواجہ نے فرمایا آپ جج صاحب کو جس کے ہاں مقدمہ چل رہا ہے اس کو کتاب آبِ کوثر بطور تحفہ دیں اور اس کتاب کے سرورق پر اپنا نام لکھ دیں میں بیدار ہُوا تو مَیں نے آبِ کوثر پر اپنا نام لکھ کر جج صاحب کو کتاب پیش کر دی تو جج صاحب کو پتہ نہیں کیا ہو گیا انھوں نے سب سے پہلے ہمارا کیس سُننا شروع کر دیا، اور ۲۶ ر نومبر ۱۹۹۳ء ' ۱۲ ر جون ۱۹۹۴ء تک ہمارا کیس نبٹا دیا اور میرے بھائی کو بری کر دیا۔

اور یہ ساری برکتیں ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور درُود پاک کی ہیں۔

سیّد بختیار احمد شاہ ساکن منصور آباد گلی نمبر ۸ فیصل آباد۔

تیسری وجہ یہ کہ سیّدنا حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے سرکاری فرمان مُبارک ہوتا کہ حسّان کے لیے منبر رکھو تو ثنا خوانِ مصطفےٰ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) سیّدنا حسّان رضی اللہ عنہ کے متعلّق فرمایا جاتا اس پر بیٹھ کر سُناؤ، سیّدنا حسّان رضی اللہ عنہ اس منبر پر بیٹھ کر حضور نبیِ اکرم حبیبِ مکرّم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دُشمنوں، گُستاخوں کی ہجو کرتے اور سرکار علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی شان بیان کرتے تو اس

کے صلہ میں سیّد العلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم سیّدنا حسان رضی اللہ عنہ کو دعا سے نوازتے "اے حسّان اللہ تعالیٰ تیری جبریل کے ذریعہ مدد فرمائے اور تیرے مُنہ کو سلامت رکھے"۔

اسی اُمید پر فقیر نے بھی چند کتابیں لکھی ہیں کہ کرم والے کی نظرِ کرم ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی رضا نصیب ہو نیز اہل وعیال اولاد و احباب و متوسّلین سمیت جنّت الفردوس پہنچ جاؤں۔

وَهُوَ عَلٰى مَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى النَّبِيِّ الْمُخْتَار سَيِّدِ الْاَبْرَار زَيْنِ الْمُرْسَلِيْنَ الْاَخْيَار وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَار اِلٰى يَوْمِ الْقَرَار

فقیر حقیر اَبُوسَعِید مُحمّد امین غفرلہٗ ولوالدیہ ولاحبابہ

مُحمّد پورہ ——— فیصل آباد

۲۱ ذوالقعدہ ۱۴۱۸ھ

خاتمہ

چند نصیحت کی باتیں

اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ - دین خیر خواہی کا نام ہے -
میں نے یہ کتاب مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی کے لیے لکھی ہے، پڑھیں اور اپنا نظریہ درست کریں انشاء اللہ اس کے پڑھنے سے فائدہ ہوگا اور اگر حاضر و ناظر کے متعلق سُنی سُنائی باتوں سے دل میں شکوک و شبہات پیدا ہو چکے ہوں تو بفضلہ تعالےٰ دُور ہوں گے بشرطیکہ دل میں محبّت و عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہو کیونکہ محبّتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سب کچھ ہے مفکّرِ مشرق علّامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے : ؎

رُوحِ ایماں مغزِ قرآں جانِ دین
ہست حُبِّ رَحمۃً لّلعٰلمین

یعنی ایمان کی رُوح قرآن کا مغز اور دین کی جان رحمتِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبّت ہے -

لہٰذا اگر حبیبِ خدا سیدِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت نہ ہو تو سب بربریت ہے علامہ اقبال مرحوم کا ہی قول ہے :

بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
گر بہ او نرسیدی تمام بولہبی ست

اے عزیز تو اپنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا دے کہ سارا دین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات ہے اور اگر تو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک نہ پہنچا تو تیرا سب کچھ ہی ابولہب ہے۔

اے میرے عزیز قبر میں عقیدے کا سوال ہوگا منکر نکیر تین سوال کریں گے :

۱ - مَنْ رَبُّكَ — تیرا رب کون ہے ؟

۲ - مَا دِيْنُكَ — تیرا دین کیا ہے ؟

۳ - مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ — یہ جو تجھے نظر آ رہے ہیں ان کو پہچان یہ کون ہیں ؟

میرے عزیز جس بچے کو صحیح سبق یاد کرایا گیا ہو وہ امتحان کے وقت صحیح جواب دے سکے گا مثلاً بچے کو استاد نے یاد کرایا دو دونی چار تو جب ممتحن امتحان کے وقت ایسے بچے سے سوال کرے گا بیٹا بتا دو دونی کتنے ہوتے ہیں تو وہ فوراً کہے گا ،

ـــــــ
ہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

دُو دونی چار ہوتے تو وُہ صحیح جواب کی وجہ سے پاس ہو کر اعلیٰ مقام کا حقدار ہو گا، اور وُہ دُنیا میں عزّت و آبرو حاصل کرلے گا۔ اور اگر بچّے کو سبق ہی غلط یاد کرایا ہو مثلاً استاد نے بچّے کو یاد کرایا دُو دونی تین تو جب ممتحن امتحان کے وقت سوال کرے گا بیٹا بتا دُو دونی کتنے تو چونکہ اس کو یاد ہی غلط کرایا گیا تھا لٰہذا وہ جواب میں کہے گا دُو دونی تین ہوتے ہیں تو وُہ غلط جواب کی وجہ سے فیل ہو کر ذلّت و رسوائی کا حقدار ہو گا یوں ہی اے میرے عزیز اگر تجھے تیرے علماء نے یاد کرایا ہو گا کہ اللّٰہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللّٰہ تعالیٰ کی عطا سے حاضر و ناظر ہیں تو وُہ منکر نکیر کے جواب میں بلا جھجک کہے گا ھٰذا مُحَمَّدٌ جائنا بالبیّنات ۔ اور اگر تجھے تیرے علماء نے یہی یاد کرایا ہو گا۔ نبی علیہ السّلام حاضر ناظر نہیں تو تُو سوچ کر بتا تُو کیسے کہے گا یہ میرے رسُول مُحمّد مصطفٰے ہیں، صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم بلکہ پھر جواب میں یہی کہے گا ھَا ھَا لَا اَدْرِیْ اور غلط جواب کی وجہ سے فیل ہو کر قبر میں مار ہی کھاتا رہے گا۔

اسی لیے علّامہ حقی نے تفسیر رُوح البیان میں فرمایا اَوَّلُ الْاَمرِ الْاِعْتِقَادُ۔ یعنی سَب سے پہلا کام عقیدہ درست کرنا ہے۔

لہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

اے میرے مسلمان بھائی ذرا غور کر کہ اتنے جلیل القدر علماء محدّثین کرام نے سرکار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو اعمالِ اُمّت پر حاضر و ناظر مانا مثلاً :

۱۔۔۔ شیخ المحدّثین شاہ عبدالحق محدّث دہلوی
۲۔۔۔ حضرت عبدالعزیز محدّث دہلوی
۳۔۔۔ حضرت علّامہ نُورالدّین حلبی
۴۔۔۔ مفسّرِ قرآن علّامہ اسمٰعیل حقی صاحبِ تفسیر رُوح البیان
۵۔۔۔ مفسّرِ قرآن علّامہ سیّد محمُود آلوسی صاحبِ تفسیر رُوح المعانی
۶۔۔۔ عارف باللہ مولانا جلال الدّین رُومی صاحبِ مثنوی شریف
۷۔۔۔ سیّدی عبدالکریم جیلی
۸۔۔۔ علّامہ قسطلانی صاحبِ مواہب لدنیہ
۹۔۔۔ علّامہ عبدالباقی زرقانی
۱۰۔۔۔ حضرت سیّدی ابوالعباس مرسی
۱۱۔۔۔ علّامہ عبدالرحمٰن جلال الدّین سیوطی
۱۲۔۔۔ سیّدنا امام غزالی صاحبِ احیاءِ العلوم
۱۳۔۔۔ علّامہ احمد بن صاوی مالکی
۱۴۔۔۔ ملّاں علی قاری صاحبِ مرقاۃ

۱۵۔ عارف باللہ محمّد بن عثمان میرغنی

۱۶۔ سیّدنا امام ربّانی مجدّدِ الفِ ثانی

۱۷۔ حضرت خواجہ ضیاء اللّٰہ نقشبندی

۱۸۔ شیرِ ربّانی میاں شیر محمّد صاحب شرقپوری

۱۹۔ شیخ الشیّوخ خواجہ شہاب الدّین سہروردی

۲۰۔ شیخ اکبر محیّ الدّین ابن عربی

۲۱۔ عارف باللہ حضرت شیخ احمد

۲۲۔ سیّدی تاج الدّین ابن عطاء اللّٰہ سکندری

۲۳۔ شیخ احمد رفاعی

۲۴۔ محبّ رسُول علاّمہ اسمٰعیل نبہانی

۲۵۔ شیخ عبدالعزیز دبّاغ

۲۶۔ خواجہ محمّد نبیرہ خواجہ نصیرالدّین چراغ دہلوی

۲۷۔ امام عبدالوہاب شعرانی رضوان اللّٰہ تعالیٰ علیہم اجمعین ۔

اے میرے عزیز سوچ اور غور کر کہ حق کس طرف ہے!

میری آپ سے یہی اپیل ہے کہ عظمتِ مصطفےٰ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو پہچان اور جن علماء کے دل میں عشقِ رسُول (صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم) ہے اِنہیں کی بات سُن!۔

نیز مندرجہ ذیل دو واقعات کو ایمان کی نظروں سے پڑھ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے اور تیرے لیے اپنے حبیب رحمتِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کا دروازہ کھول دے اور ہمارا نام بھی سعادتمندوں میں لکھا جائے۔

واقعہ : شیخ المشائخ شیخِ کبیر عارف باللہ سیّد محمّد بن احمد بلخی قدّس سرّہٗ نے فرمایا میں جوانی کے عالم میں بلخ سے بغداد کی طرف سرکار غوثِ اعظم محبوب سُبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی نیّت سے روانہ ہُوا جب میں بغداد شریف حاضر ہُوا تو سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ عصر کی نماز اپنے مدرسہ میں ادا فرما رہے تھے جوں ہی آپ نے سلام پھیرا لوگ سلام اور دست بوسی کے لیے اُمڈ پڑے میں بھی آگے بڑھا سلام عرض کیا اور مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا تو سرکار نے مُسکرا کر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا مرحبا اے بلخی اے محمّد، حالانکہ اس سے قبل میں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا تھا تو سرکار محبُوب سُبحانی قدّس سرّہٗ نے فرمایا اے بلخی اللہ تعالیٰ تیرے مرتبہ اور تیری نیّت کو جانتا ہے۔ سرکار رحمہ اللہ کا یہ ارشاد گویا زخموں کی دوا تھی اور بیمار کی شفا تھی۔ بس میری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور ہیبت سے میرے فرائص (کندھوں

کے پیچھے نرم ہڈی) کانپنے لگے۔ اب مجھے ساری مخلوق سے وحشت و نفرت ہوگئی اور میں نے ایسی مسرّت محسوس کی جسے میں بیان نہیں کر سکتا پھر یہ معاملہ روز بروز بڑھتا چلا گیا یہاں تک کہ ایک رات جب میں اپنے ورد و وظائف پڑھنے کے لیے اُٹھا، رات اندھیری تھی یکایک دو بزرگ نمودار ہوئے ایک کے ہاتھ میں ایک نوری خلعت تھی اور دُوسرے کے ہاتھ میں پیالہ تھا، اور فرمایا میں علی ابنِ ابی طالب ہوں (کرّم اللّٰہ وجہہٗ الکریم) اور یہ دُوسرے بزرگ ملائکہ مقرّبین سے ہیں یہ پیالہ تو شرابِ محبّت کا ہے اور یہ خلعت خلعتِ رضا ہے پھر آپ نے مجھے وُہ خلعت پہنا دی اور پیالہ پینے کے لیے دیا۔ اس خلعت کے نُور سے مشرق و مغرب منوّر ہوگئے اور اس پیالہ کے پینے سے مجھ پر غیبوں کے اسرار کھُل گئے اور اولیاءِ کرام کے مقامات و دیگر عجائبات روشن ہوگئے پھر میں نے ایک مقام دیکھا جس کے دیکھنے سے عقل و فکر گم ہو جائیں اس کی ہیبت سے اولیاء کرام کی گردنیں جھک جائیں اسکے انوار سے بصیرت کی آنکھیں چندھیا جائیں اس کے سامنے کرد بین، رُوحانین مقربین میں سے جو بھی آتا اس مقام کی ہیبت اور تعظیم کی وجہ سے ان کی کمر جھک جاتی اور دیکھنے والا یہ جان لیتا کہ کسی واصل کو کوئی مرتبہ

ملتا ہے کسی مجذوب کو کوئی سرِ عطا ہوتا ہے کسی عارف کو کوئی علم لدنی ملتا ہے کسی ولی کو کوئی تصرّف عطا ہوتا ہے کسی مقرب کو مرتبہ تمکین عطا ہوتا ہے سب کا سب اجمالاً تفصیلاً کلاً بعضاً سب کچھ اسی مقام سے ملتا ہے میں کچھ عرصہ وہیں ٹھہرا رہا کہ میری اس مقدّس مقام پر نظر نہیں ٹھہر سکتی تھی پھر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے مجھے اس پر نظر کرنے کی قوّت عطا ہوئی لیکن میں اس مقام مبارک کے سامنے نہیں ہو سکتا تھا پھر کچھ عرصہ بعد مجھے سامنے ہونے کی قوّت عطا ہوئی لیکن میں یہ نہیں دیکھ سکتا تھا کہ اس برتر مقام کے اندر کون ہے پھر عرصہ بعد مجھے قوّت عطا ہوئی تو میں نے دیکھا کہ اس میں باعثِ ایجادِ عالم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

حضور علیہ السّلام کے ایک طرف سیّدنا آدم علیہ السّلام سیّدنا ابراہیم علیہ السلام سیّدنا جبریل علیہ السلام ہیں اور ایک طرف سیّدنا نوح علیہ السلام سیّدنا موسیٰ علیہ السلام سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور سیّد العلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے سامنے اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور پھر اولیاءِ عظّام حلقہ باندھے کھڑے ہیں اور سب کے سب یوں ہیبت کی وجہ سے باادب ہیں جیسے کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں (یعنی حرکت نہیں کرتے تھے) اور صحابہ کرام میں سے میں نے جن کو

پہچانا وُہ سیّدنا صدیقِ اکبر، سیّدنا فاروقِ اعظم، سیّدنا عثمان غنی، سیّدنا مولیٰ علی، سیّدنا حمزہ، سیّدنا عبّاس تھے، رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اولیاءِ کرام میں سے جن کو مَیں نے پہچانا وُہ حضرت معروف کرخی حضرت سرّی سقطی، حضرت جنید بغدادی، حضرت سہل تستری حضرت تاج العارفین اَبُوالوفا اور حضرت شیخ عبدالقادر محبُوب سبحانی حضرت شیخ عدی۔ حضرت شیخ احمد رفاعی تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور صحابہ کرام میں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب تر سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ تھے اور اولیاء کرام میں سَب سے قریب غوثِ اعظم محبُوب سبُحانی تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر میں نے کسی کہنے والے کو کہتے سُنا کہ حبیبِ خُدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالےٰ کے دربار میں مقامِ اعلیٰ پر حاضر رہتے ہیں کہ جس مقام کی طرف انبیاء و مرسلین ملائکہ مقرّبین میں سے کسی کو نظر کرنے کی طاقت نہیں ہے اور جب نبیوں رسُولوں (علیہم السّلام) اور ملائکہ مقرّبین کو اور اولیاء کاملین کو حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے دیدار کا شوق پیدا ہوتا ہے تو محبُوبِ[1] کبریا اس مقامِ اعلیٰ سے اس مقام میں نزول فرماتے ہیں تو اس مقام کے انوار حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دیدار سے اور بڑھ جاتے ہیں اور اسکے احوالِ پاکیزہ تر ہو

[1] علیہ الصّلٰوۃ والسّلام

جاتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی برکت سے اس مقام کا مرتبہ اور شان اور بڑھ جاتی ہے پھر سیّدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم جب چاہتے ہیں خدا تعالیٰ کے دربار مقامِ اعلیٰ میں تشریف لے جاتے ہیں اس پر سب نے کہا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ۔ پھر میرے لیے ایک نور چمکا جس نے مجھے ہر مشہود سے غائب کر دیا اور میں تین سال اسی حال پر رہا پھر میں نے دیکھا کہ میں سامرا میں ہوں اور حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے میرے سینہ پر ہاتھ مبارک رکھا ہوا ہے اور میری طرف تمیز لوٹ آئی اور حضور محبوب سبحانی قدس سرہٗ نے فرمایا اے بلخی مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تجھے تیرے وجود کی طرف واپس لوٹاؤں اور تجھ سے تجلّی قہر سلب کر لوں، پھر سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے مجھ سے سارا ماجرا جو میں نے دیکھا از اوّل تا آخر بیان فرما دیا۔ پھر فرمایا میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سات مرتبہ عرض کی تھی تب تجھے اس مقام کی طرف نظر کرنے کی قوت عطا ہوئی پھر سات مرتبہ عرض کیا تو تو اس مقام کے سامنے ہوا پھر سات مرتبہ عرض کی تو تجھے دکھایا گیا کہ اس کے اندر کون ہے پھر سات مرتبہ عرض کی تو تو نے منادی کی ندا سنی پھر میں نے دربارِ الٰہی

میں سات مرتبہ دُعا کی پھر تجھے اس نُور کی چمک نے وہاں سے یہاں پہنچا دیا نیز اس سے پہلے میں نے تیرے لیے ستّر بار دُعا کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے نُوری خلعت اور پیالہ بھیجا تھا۔ اے بیٹا اب اس عرصہ میں جتنے فرائض رہ گئے ہیں ان سب کو قضا کر۔ (سعادۃ الدارین صہ ۴۶۳)

خواجۂ خواجگاں خواجہ بایزید بسطامی قدس سرّہٗ نے فرمایا

عام مومنوں کے مقام کی انتہا ولیوں کے مقام کی ابتدا ہے
اور ولیوں کے مقام کی انتہا شہیدوں کے مقام کی ابتدا ہے
شہیدوں کے مقام کی انتہا صدیقوں کے مقام کی ابتدا ہے
صِدّیقوں کے مقام کی انتہا نبیوں کے مقام کی ابتدا ہے
نبیوں علیہم السلام کے مقام کی انتہا رسُولوں کے مقام کی ابتدا ہے
رسُولوں علیہم السلام کے مقام کی انتہا اُولوالعزم کے مقام کی ابتدا ہے
اُولوالعزم کے مقام کی انتہا حبیبِ خدا محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقام کی ابتدا ہے۔

اور حبیبِ خدا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مقام کی انتہا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ صہ ۵۸

میرے عزیز! ان واقعات پر غور کر اور ایمان کی نظروں سے دیکھ تاکہ تجھے کچھ پتہ چلے کہ حبیبِ کبریا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مرتبہ کو اولیاء کرام جانتے ہیں، (وہ بھی وہاں تک کہ ان حضرات کی رسائی ہے اس سے اُوپر کے مقام و مرتبہ کو اللہ تعالےٰ ہی جانتا ہے اسی لیے فرمایا یَا اَبَا بَکْرٍ لَمْ یَعْرِفْنِیْ حَقِیْقَۃً غَیْرُ رَبِّیْ) یا یہ علماء جانتے ہیں جو لفظوں کی بحث میں ہی اُلجھے ہُوئے ہیں۔ اب یہ تیری مرضی ہے کہ اولیاء کرام کے ارشاداتِ مُبارکہ کو اپنائے یا اگر مگر کے چکّر چلانے والوں کے پیچھے جائے۔ "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" روزِ قیامت انہیں کے ساتھ حشر ہوگا جن کی دل میں محبّت ہوگی۔

وَاٰخِرُ دَعْوانا ان الحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِیْن
وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ اطیب الطیّبین
اطہر الطاہرین وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ
الطاہرات المطہرات اُمّھات المؤمِنِیْن وَ
وَذُرِّیتِہٖ وَاَولیاءِ اُمّتِہٖ وَعلماءِ مِلّتِہٖ اَجْمَعِین

نَقِیْرُ اَبُوْ سَعِیْدْ مُحَمَّدْ اَمِیْن غُفِرَلَہٗ وَلِوَالِدَیْہِ وَلِاَحْبَابِہٖ

۲۱ ذوالقعدہ ۱۴۱۸ھ

۱

تقریظ

جامع معقول حاوی فروع واصول استاذ العلماء

سیدی المکرّم العلامہ **مولانا غلام رسول صاحب** مد ظلہ العالی

شیخ الحدیث دار العلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

سرور کائنات باعثِ ترجیح جائزات وایجاد ممکنات علیہ التحیہ والتسلیمات کو خالق کائنات جل وعلا نے روحانی تقدس عطا فرمایا اور ظاہر وباطن میں حقیقت محمدیہ کے بروز سے عالم کو مزین کر کے اسے آپ کے پیش نظر فرمایا اور آپ ﷺ کی روح مقدس کو ہر روحانی کمال بطریق اتم عطا فرمایا۔ جب ہر انسانی روح نور ساری طہارت حسی و معنوی نفس الامر میں تمیز کامل بصیرت عدم غفلت، قوت سریان اور موت اجرام کے عدم احساس سے موصوف ہے اور روحِ مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء یعسوب الارواح ہے اس لیے وہ تمام ارواح سے اعظم اقوی ہونے کے باعث ان تمام اوصاف سے موصوف ہو کر ساری کائنات کے علم اور رویت پر مشتمل ہے اور ہر شے اسکے پیشِ نظر اور علم میں ہے۔

سیدی عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ ذکر کرتے ہیں :

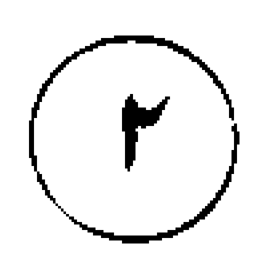
اذابلغ احدکم مبلغ الرجال اطلعه تعالٰی علی موضع کل لقمة من این جاء ت وعلی من یستحق اکلها من الناس۔

فاضل محترم مولانا العلامہ ابو سعید محمد امین صاحب "زادہ اللہ علما ومبلغا" مذکور رسالہ میں مسئلہ حاضر وناظر کی تحقیق میں غایت قصوی کو پہنچے ہیں اور نصوص صریحہ، احادیث بہیہ، اقوال مرضیہ، شواہد سنیہ اور استدلالات سطیعہ سے رسالہ رفیعہ کو مزین کر کے قلوب غلف اور روح کسل کو بیدار کیا ہے۔ یقیناً اس رسالہ کے مطالعہ سے حاضر وناظر کے مسئلہ میں مجملہ شکوک مرتفع ہو جاتے ہیں اور روح صافی مطمئن ہو کر مقام اصلی اختیار کر سکتی ہے جو اسے زمرہ عباد میں دخول سے حاصل ہو سکتا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند قدوس علامہ موصوف کو مزید تحقیق و تدقیق اور ابلاغ کی قوت عطا فرمائے۔ آمین

دعاجو

غلام رسول غفرلہ

خادم الحدیث بجامعہ رضویہ فیصل آباد



تاثرات

حضرت مولانا مفتی عبدالوہاب چشتی دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

بعد حمد متواتر خالق انس وجاں ونعت متکاثر باعث وجود کون ومکاں کہ اہلسنت والجماعت میں ایسے عظیم علماء حق ومجاھد ملت موجود ہیں جو اپنی علمی اور روحانی فیض سے عالم کو منور فرمارہے ہیں جن میں خصوصیت سے قابل ذکر شخصیت فقیہ عصر مجاھد ملت حضرت علامہ الحاج مفتی محمد امین دامت برکاتہم العالیہ کی ذات ہے جن کے سینے اور قلم سے امت مصطفیٰ مستفید ہورہے ہیں۔

حضرت صاحب کی بے شمار کتب عام فہم کہ ایک مبتدی طالب علم بھی بخوبی سمجھ سکتا ہے اور ایک عالم دین بھی اپنی علمی استعداد کے مطابق مستفید ہو سکتا ہے۔

حضرت صاحب کی کتاب عظمت نام مصطفیٰ، آب کوثر، الانتباہ دعوت غور وفکر کا مطالعہ کیا خاص طور پر جو کہ عام طور مسئلہ حاضر وناظر میں کافی کلام ہوتا ہے۔ حضرت صاحب کی تصنیف حاضر وناظر



رسول ﷺ نے اس تشنگی کو ختم کر دیا اور ہر طرح سے مدلل و مرتب کتاب ناظرین کیلئے تصنیف فرما کر امت مصطفیٰ کیلئے تمام تر مشکلات کو حل فرمادیا۔

اللہ تعالیٰ مفتی صاحب قبلہ کو عمر دراز عطا فرمائے تاکہ دین متین کی خدمت فرماتے رہیں اور امت مصطفیٰ کو فیض عطا فرماتے رہیں۔

آمین ثم آمین

فقیر مفتی عبدالوھاب چشتی

۳

تقریظ از

حضرت علامہ مولانا **محمد یونس** شاکر القادری

مدرس جامعہ انوار القرآن کراچی

حضرت العلام قبلہ مفتی محمد امین صاحب نقشبندی دامت برکاتہم القدسیہ کی شخصیت علمی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں۔ ترویج واشاعت دین میں حضرت کا ایک مقام ہے۔ اپنی تصانیف وملفوضات کے ذریعے احقاق حق وابطال باطل کا فریضہ نہایت حسن وخوبی سے سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کتاب سے قبل بھی حضرت نے متعدد کتب ورسائل تصنیف فرمائے ہیں جن میں بالخصوص کتاب ''آب کوثر'' کو عوام وخواص میں بڑی پذیرائی حاصل ہوئی۔

زیردست کتاب ''حاضر وناظر رسول ﷺ'' حضرت کی ایک اور سعی جمیل ہے۔ جس میں قرآن وحدیث واقوال اکابرین کے دلائل کو بڑی خوبی کے ساتھ جمع فرمایا گیا ہے اور ساتھ ہی مخالفین کے اکابرین کے حوالے بھی نقل فرماکر جادلهم والتي هي احسن پر عمل فرمایا ہے۔

فقیر خود کو اس کتاب کی تقریظ لکھنے کا اہل نہیں پاتا لیکن محبی قبلہ سید محمود حسین شاہ صاحب کے حکم پر کتاب کا مطالعہ کیا تو کتاب کو ہر لحاظ سے عمدہ پایا۔ کتاب دلائل سے آراستہ اور عام فہم ہے کہ عام قاری کو بھی نفس مسئلہ سمجھنے میں کوئی دشواری نہ ہوگی۔

ماشاء اللہ بزم امینیہ رضویہ کراچی کو یہ سعادت حاصل ہو رہی ہے کہ حضرت کی اس کتاب کو شائع کر رہی ہے۔ سید محمود حسین شاہ صاحب لائق صد تحسین ہیں کہ ان کی بدولت بزم کی سلسلہ اشاعت کی یہ ۳۵ ویں کڑی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو مسلمانوں کیلئے نافع مصنف وناشرین ومعاونین بزم کیلئے ذریعہ نجات بنائے آمین

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

احقر محمد یونس شاکر القادری

مدرس جامعہ انوار القرآن (شاخ دار العلوم امجدیہ)

مدنی مسجد گلشن اقبال کراچی

۹ نومبر ۱۹۹۹ء

۴

تاثرات

حضرت مولانا عطاء المصطفےٰ صاحب اعظمی

دار العلوم امجدیہ کراچی

باسمہ تعالیٰ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی حبیبہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ النجباء البررۃ الکرام۔

جب سے مسلمانوں پر انگریزوں کا تسلط ہوا اور انگریزوں نے چند بکاؤ علماء کو اپنے وظیفوں سے خرید لیا اس وقت سے مسئلہ حاضر وناظر یعنی ہمارے آقاء و مولیٰ نبی اکرم ﷺ کا حاضر وناظر ہونا باعث نزاع بن گیا جبکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین سے لے کر ابتک تمام مسلمانوں کا یہی عقیدہ رہا ہے کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حاضر وناظر بنا کر مبعوث فرمایا۔

یہ امر تو مسلم ہے کہ نبی اکرم ﷺ قیامت کے دن امت کے اعمال پر گواہی دیں گے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب آپ ﷺ امت کو ملاحظہ فرما رہے ہوں اور کائنات کے تمام امور آپ پر منکشف ہوں۔

اور قبر میں بعد دفن میت سے منکر نکیر کے سوالات بھی امر مسلم سے ہے جبکہ اس میں تیسرا سوال ہے ما کنت تقول فی هذا الرجل حدیث کا لفظ هذا دلالت کرتا ہے اشارہ قریب پر لہذا معلوم ہوا حضور وہاں حاضر ہیں۔

اور دنیا کے نہ جانے کس کس کونے میں بیک وقت انسان مرتے ہیں اور ہر قبر والے سے یہی سوال ہوتا ہے۔ اس حدیث سے بھی حضور کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہے۔

زیر نظر کتاب "حاضر و ناظر رسول" میں فقیہ عصر حضرت علامہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم نے اس نزاعی مسئلہ کو کتاب و سنت اور کتب تفاسیر سے بلکہ خود حاضر و ناظر نہ ماننے والے بددین دیوبندی اور وہابی مذھب کے اکابر و پیشوا کی کتابوں سے کما حقہ ثابت فرما کر احقاق حق اور ابطال باطل فرمایا اور زبان بھی بڑی سادہ سلیس استعمال فرمائی کہ ہر ادنی سی عقل رکھنے والا حق سمجھنے کی غرض سے پڑھے تو یقیناً رھنمائی حاصل ہوگی اور نہ ماننے والوں کے لئے ہزارہا دلائل بھی ناکافی ہیں۔

مولا تعالیٰ مصنف کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور اس کتاب کے ذریعہ عوام الناس و خواص کو نفع پہنچائے اور ان کے قلم میں مزید

قوت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید الامین

اور اس کتاب کی اشاعتِ نو کی ذمہ داری بزم امینیہ رضویہ کراچی نے اٹھائی اللہ تعالیٰ اس بزم کو اور اسکے اراکین خصوصاً مولوی محمود حسین شاہ صاحب کو دن دونی رات چوگنی ترقیاں عطا فرمائے اور مسلک حق کی اشاعت وترویج کی مزید ہمت ووسائل عطا فرمائے کہ اسی طرح علمائے حقہ کی کتب شائع وعام کرتے رہیں۔ آمین بجاہ نبیہ الکریم۔

احقر العباد عطاء المصطفیٰ اعظمی

خادم العلم والافتاء دار العلوم امجدیہ

عالمگیر روڈ کراچی

۱۹ جمادی الاولی ۱۴۲۰ھ / ۱ ستمبر ۱۹۹۹ء

۵

تاثرات

حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب حنفی

دارالعلوم امجدیہ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

سرکار دو عالم ﷺ کے اوصاف و کمالات اور مراتب علیا بے حد و بے شمار ہیں اور مسلمان ان سب کو تسلیم کرتا ہے مگر اس دور میں کچھ ایسے لوگ بھی پیدا ہو گئے ہیں جو نبی کریم ﷺ کے مسلمہ فضائل اور اوصاف کا انکار کرتے ہیں ان میں سے ایک مسئلہ حاضر و ناظر بھی ہے جس کا منکرین کمالات رسالت نہ صرف یہ کہ انکار کرتے ہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کو حاضر ناظر ماننا شرک قرار دیتے ہیں اور یہ دراصل شریعت پر ان کا بہتان وافتراء ہے۔ عقیدہ حاظر و ناظر ایسا مسلمہ نظریہ ہے جس کے متعلق سلف اور خلف میں اختلاف وانکار نہیں۔ ایسے مسلمہ الثبوت نظریہ کے بارے میں موجودہ دور میں کچھ لوگوں کا اس کے متعلق اختلاف اور انکار سوائے ضد کے اور کچھ نہیں۔

حضرت علامہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے

بڑے نفیس انداز میں اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے اور اپنی تصنیف بنام "حاظر وناظر رسول" میں قرآن وحدیث اور اقوال علماء حق سے اس مسئلے کو ثابت کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے حاضر وناظر ہونے کے حوالہ سے منکرین جو اعتراضات کرتے ہیں حضرت مفتی صاحب نے نہ صرف ان سب کا مدلل طریقہ سے رد فرمایا بلکہ منکرین حاضر وناظر جنہیں اپنا عالم تسلیم کرتے ہیں ان کے وہ اقوال بھی ذکر کیے ہیں جن سے رسول اللہ ﷺ کا حاضر وناظر ہونا ثابت ہے اور یہ وہ حقیقت ہے جس کے بارے میں کہا گیا ہے: الفضل ماشهدت به الاعداء اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مصنف کی اس کوشش کو زیور قبولیت سے آراستہ فرمائے اور مسلمانوں کو اس تصنیف سے مستفیض ہونے کی توفیق عنایت فرمائے اور منکرین عقیدہ حاضر وناظر کی گمراہی سے محفوظ فرمائے اور انہیں قبول حق کی توفیق عنایت فرمائے۔

مفتی عبدالعزیز حنفی غفرلہ

دارالافتاء دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی

۱۰ رجب المرجب ۱۴۲۰ھ / ۲۰ اکتوبر ۱۹۹۹ء

(۶)

سید محمد عارف شاہ کاظمی

ایم اے عربک، ایم اے اسلامیات

فاضل علوم شرقیہ کراچی

آج میرے پاس حضرت علامہ مفتی محمد امین صاحب کی کتاب حاضر ناظر رسول ﷺ آئی اور یہ کہا گیا کہ میں اس کتاب کو پڑھ کر اس پر تبصرہ کروں۔ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد میرے پاس وہ الفاظ نہیں جو میں زیر تحریر لا سکوں۔ کیونکہ علامہ صاحب نے اس کتاب حاضر و ناظر رسول ﷺ میں وہ سب کچھ تحریر کر دیا جو آج وقت کی اہم ضرورت ہے۔ کیونکہ یہودی اور عیسائی ایجنٹوں نے مسلمانوں کا لباس پہن کر یہ بات پھیلائی کہ نعوذ باللہ نبی اکرم ﷺ ایک عام بشر تھے مر گئے اور مرنے کے بعد ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ مفتی صاحب نے ایسے ہی لوگوں کے منہ پر طمانچہ رسید کیا۔ اس کتاب کو لکھ کر کیونکہ کہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ حاضر و ناظر ہیں۔ اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی مالک الملک ہے وہ زندہ کرتا ہے وہ مارتا ہے وہ ہر چیز کا خالق ہے۔ وہ جو چیز بھی خلق کرتا ہے بغیر وسیلہ کے خلق نہیں

کرتا۔ اگر آپ سے کہا جائے کہ اس چھت پر چڑھ جاؤ تو آپ چھت پر کیسے جائیں گے بغیر کسی سہارے کے۔ اس کے لیے آپ کو یقیناً سہارا لینا پڑے گا رسی یا سیڑھی کا۔ تو جب ہم چھت پر جانے کے لیے رسی یا سیڑھی جیسی حقیر چیز کا سہارا لیتے ہیں تو وہ خدا وحدہ لاشریک جو ساری کائنات کا خالق ہے اس کے پاس بغیر کسی وسیلہ کے پہنچ جائیں گے۔ نہیں یقیناً اس کے لیے آپ کو عالمین کے لے رحمت سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا سہارا لینا پڑے گا۔ بغیر ان کی شفاعت کے ہمارا کچھ نہیں بنے گا۔ جب ہم کلمہ پڑھتے ہیں تو اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سچے برحق رسول ہیں اور پھر ہم نماز میں کہتے ہیں السلام علیک ایھاالنبی یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نبی اکرم ﷺ موجود ہیں حاضر وناظر ہیں۔ مفتی صاحب نے اپنے زور قلم سے آج اس مسئلہ کو حل کر دیا جو کافی عرصہ سے امت مسئلہ میں یہ پھیلا ہوا تھا۔ مفتی صاحب کی یہ کتاب آج ہر مسلمان کے گھر میں ہونا لازمی ہے جو اس کتاب کو خود بھی پڑھے اور دوسرے کو بھی پڑھوائے۔

میں دعا گو ہوں حضرت علامہ مفتی محمد امین صاحب کے لیے پروردگار عالم ان کی توفیقات میں مزید اضافہ فرمائے۔

۷

جامع المعقول والمنقول الادیب الاریب

العلامہ مولانا محمد عبد اللہ القادری

مہتمم جامعہ حنفیہ قصور شریف

الحمد لمن ھو علٰے کل شیٔ القادر والصلوۃ علی النبی الاول والاخر والسلام علی الرسول الحاضر والناظر وعلی اٰلہ واصحابہ الذین ایدوالذین وحفظوہ عن الزنادقۃ والفواحش والملاحدۃ والفواجر فبعد قدطا طالعت من مقامات شتی الرسالۃ االمبارکۃ والعجالۃ النافعۃ الحاضر والناظرالتی الفھاالفاضل المتین عمدۃ المحققین زبدۃ المدققینن الحضرۃ العلامۃ مولانا الحاج المفتی ابو سعید محمد امین رقاہ اللّٰہ عن کل شرٍ مھین۔ فوجدت ھذہ الرسالۃ غیثالعاطش الاقوال المرضیۃ وغوثاً نواجدالبراھین القویۃ ومغیثاً لطالب الاعتقادات الصحیحۃ ورجوماً علٰے کل ماردٍ ومردود وفوساً علٰے کل واہ ومطرود۔

ھذہ الرسالۃ حرز للسنی ﴿اھل السنۃ کثرھم اللّٰہ تعالٰی﴾ یقیت وجنۃ'' عن الدیابنۃ﴿ھداھم اللّٰہ تعالٰی﴾اذعاناً وضربۃ علٰے

الفرقة الوهابية الخبيثة ایقاناً۔

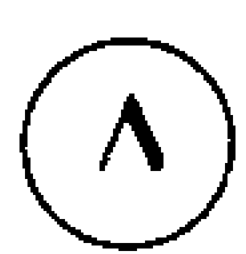
جزاه اللّٰه والقارئین جزاءً کفیلا ورفع درجاته والمتین رفعاً جلیلاً وکفاه والستنبطین کفاءً جمیلاً وقبل سعیه والسامعین قبولا حسناً فشکراللّٰه تبیغه وامدبالبراهین لقمع الملحدین بجاه سیدالمرسلین سیدنا محمد صلی اللّٰه علیه وعلٰی اله واصحابه اجمعین آمین یارب العٰلمین۔

المقرظ

فقیر ابو العلا محمد عبداللّٰه القادری الاشرفی الرضوی

خادم الحدیث والافتاء والناظم

الدارالعلوم الجامعه الحنفیه رجسترد قصور



استاذ العلماء بحر العلوم العلامۃ

السید محمد افضل حسین دامت برکاتہم

امین الفتوی بدار الافتاء بریلی شریف

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔

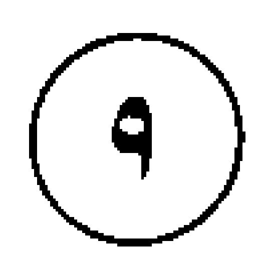
احسن الثناء وافضل المحامد للّٰہ العلیم الخبیر الکبیر الواحد العلی القوی القادر الماجد ۔الذی حمدہ نبی اللّٰہ المشہود الحامد نوراللّٰہ المنیر المحمود الشاھد حبیب اللّٰہ البشیر الباطن الظاھر۔صفی اللّٰہ النذیر العاقب الحاشر۔خلیل اللّٰہ الامین الاول الآخر۔نعمۃ اللّٰہ الماعون الحاضر الناظر۔والصلوٰۃ والسلام الاکملان الافضلان ۔علی من اوتی الحکمۃ والفرقان۔ وارسل شاھداً وعلم البیان وبعثہ الی کافۃ الخلق ربہ الرحمٰن۔وامربطاعتہ سائرالانس والجان ۔وعلٰے الہ البررۃ الکرام ماتعاقبت اللیالی والایام وتقارنت الصحف والاقلام۔ دائمین متلازمین علٰے الدوام وبعد فیقول الراجی رحمۃ رب الکونین المفتی السید محمد افضل حسین حماہ ربہ عن کل عین وشین۔

الی قدطالعت کتاب الحاضرولناظر وجدته فی مسئلة الحاضر والناظر۔مشتملاعلی الاحادیث واقوال الاکابر۔فللّٰہ درالمؤلف الناصر للدین المتین العلامة الفہامة مولانا المفتی محمد امین۔ لازال فیضان اقلامه الی یوم الدین۔ حیث اتی فیه بمایشوق الخواطر۔ ویروق النواظر ویجلوالبصائر۔ویحوی الفوائد ویصفوالسرائر۔ ویقلع الرین ویقشع الغین ویقوالعین والصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام ۔وعلی اله الکرام الی یوم القیام۔

کتبه:

المفتی السید محمد افضل حسین غفرله مالک النشائین

یوم الخمیس التاسع عشرمن شعبان المعظم سنه ۱۳۹۵ھ



تاثرات

حضرت مولانا مختار احمد صاحب قادری کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ شاھداً ومبشراً ونذیراً الصلوٰۃ والسلام علی من کان والآن حاضر وناظر وعلی من تبعہ مصلیا ومسلما۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد میں نے فقیہ العصر حضرت علامہ مفتی محمد امین مدظلہ العالی کی کتاب حاضر وناظر رسول ﷺ کا مطالعہ کیا اگرچہ نبی کریم ﷺ کے حاضر وناظر ہونے کا مسئلہ سمجھانا بالخصوص عوام کو سمجھانا بہت مشکل کام ہے کیوں کہ عوام الناس کی زبان سے اکثر یہ سننے میں آتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حاضر وناظر ہے اگرچہ ان دونوں لفظوں کا استعمال لغوی معنی کے اعتبار سے اور شرعی اطلاقات کے اعتبار سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے جائز نہیں ہے لیکن عوام میں یہ مشہور ہوگئے لیکن یہ دونوں الفاظ جب سنی اپنے پیارے مصطفیٰ ﷺ کی شان اقدس میں بولتے ہیں تو بعض عوام الناس کو حیرت ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ وہابی اکثر

بیشتر جب سنی علماء کو مناظرے کا چیلنج کرتے ہیں تو حاضر و ناظر کے بحث کا چیلنج کرتے ہیں۔ اس حاضر و ناظر کی موضوع علماء اہلسنت نے کئی کتابیں عوام تک پہنچائیں۔ مفتی محمد امین صاحب کی یہ کتاب اس موضوع پر بہت موزوں ہے۔ آپ نے اس مسئلے کو ادولہ شرعیہ میں سب سے پہلے خالق کائنات کی لاریب کتاب قرآن مبین سے ثابت کیا اور اس کے بعد نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ سے دلیل لائے ہیں۔ ایک اہم کام مفتی صاحب نے یہ کیا کہ اس مسئلہ کو جید علماء کرام کی اقوال سے ثابت کیا بالخصوص صفحہ ۳۳ پر مولوی عبدالحیٔ لکھنوی کا قول اور صفحہ ۳۲ اور صفحہ ۳۴ پر ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ کا قول پھر اسکے بعد حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمۃ والرضوان کا قول اور سونے پر سہاگہ خواجہ ابو العباس مرسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول لو حجب عني رسول الله طرفة عين ماعددت نفسي من المسلمين الحاوی للفتاوی صفحہ ۴۴۴/ا۔ اس طرح صفحہ ۳۰ پر علامہ امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا قول مواہب لدنیہ کے حوالے سے اور بالخصوص صفحہ ۴۱ پر عارف باللہ علامہ نور الدین حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول مبارک اس مسئلہ کو نصف النہار کی طرح واضح کر دیا اگر کوئی شخص مذہبی تعصب کی عینک اتار کر ان عبارات کو پڑھے اور اصل کتابوں سے اس کی تصدیق کریں تو اس مسئلہ

میں کوئی شک باقی نہیں رہے گا اسی طرح مذکورہ علماء حق کے علاوہ مفتی صاحب نے کئی جید علماء کرام کی کتابوں سے حوالہ دیا ان عبارات کے پڑھنے سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ پیارے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو حاضر و ناظر ماننا یہ محض اعلحضرت مولنا الشاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ کا اختراعی مسئلہ نہیں بلکہ اس مسئلہ پر تو علماء کا اجماع ہے۔ چونکہ ۲۲ جون ذالحجہ ۱۴۱۹ھ کو برادرِ محترم شیخ الحدیث والتفسیر دارالعلوم امجدیہ کراچی حضرت علامہ افتخار احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ شاگرد رشید شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ ازھری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و شاگرد رشید مفتی اعظم پاکستان مفتی وقار الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال پر ملال مسجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور گنبدِ خضراء کے سائے میں ہوا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اگرچہ یہ بڑی سعادت مندی کی بات ہے، لیکن بھائی کے انتقال کی وجہ سے میری مصروفیات بہت بڑھ گئیں جس کی وجہ سے تقریظ لکھنے میں تاخیر ہوئی کیونکہ مولانا موصوف کے مولوی عبدالغفور فاضل دارالعلوم امجدیہ کئی دن پہلے تقریظ لکھنے کے لئے کتاب میرے حوالے کی تھی۔ عبدالغفور کے ذریعے مجھے یہ معلوم ہوا کہ مفتی محمد امین صاحب کی یہ بزم امینیہ رضویہ کراچی کے سرپرست مولنا سید محمود حسین شاہ صاحب دوبارہ شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

میری دعا ہے کہ اللہ رب العزت ان کو اس کارِ خیر کی توفیق عطا فرمائے۔

مفتی محمد امین صاحب نے یہ کتاب لکھ کر امت مسلمہ پر اور بالخصوص اہلسنت والجماعت پر خصوصی احسان فرمایا۔ اس کتاب کے پڑھنے سے جہاں قاری کے دل میں پیارے مصطفیٰ ﷺ کی عظمت پیدا ہوتی ہے وہاں ساتھ ساتھ حضور اکرم ﷺ کی محبت قلوب میں جاگزیں ہوتی ہے جو امت مسلمہ کے لئے ایک بہت بڑا سرمایہ ہے۔ بقول علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

جان ایماں مغز قرآں روحِ دیں
ہست حبِ رحمۃ للعالمین

خادم العلماء خاکسار

مختار احمد قادری

دار العلوم امجدیہ کراچی

30.6.99

۱۰

مولانا علامہ حافظ معراج الاسلام صاحب

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔

حضور صاحب لولاک ﷺ کی شان حضور و نظر اور صفتِ رویت و مشاہدہ کا مسئلہ جو نزاعی صورت اختیار کر گیا ہے وہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں۔ موضوع بڑا ہی نازک اور لطیف ہے۔ جسے اہل علم نے اپنی اپنی شان کے مطابق نبھایا ہے۔ حال ہی میں اسی اہم موضوع پر جناب قبلہ مفتی محمد امین صاحب کی نگارشات سے استفادہ کا موقع ملا۔ حضرت نے عقلی و نقلی دلائل کے ساتھ جس سادگی روانی اور ثقاہت کے ساتھ مسئلہ حل فرمایا ہے اسے دیکھتے ہوئے یہ کہنا پڑتا ہے موضوع کا حق ہی ادا نہیں کیا بلکہ اس میں جان ڈال دی ہے اور قاری کو تازگی، روح کی بالیدگی اور یقین کی پختگی کی صورت میں لازوال دولت دی ہے جو محبت کا سرور اور دل کا نور بخشتی ہے۔

کتاب حاضر و ناظر کی سطریں نور و عرفان کی بہتی نہریں ہیں جن کے مطالعہ سے فارغ ہو کر قاری یوں محسوس کرتا ہے کہ محبت کے دریا سے نکل آیا ہے اور اسکے روئیں روئیں سے محبت رسول ﷺ کی

شعائیں پھوٹ رہی ہیں جو حضور و قرب، تصور و انہماک اور شوق و یقین کا ثمر ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ محبوب کی رحمت ہم سے دور نہیں۔ یہ ذوق یقین وہ سرور و کیف بخشتا ہے کہ ساری ذات جذب و سرور میں ڈوبی محسوس ہوتی ہے۔

غرض یہ مختصر رسالہ اسی لطیف موضوع پر صدق و یقین اور درد و خلوص کی دولت اپنے دامن میں لیے ہوئے ہے۔ جس کا اثر بڑا گہرا اور ایمان افروز ہے۔ افسوس یہی ہے کہ بہت مختصر ہے جب قاری تاثرات و کیفیات کی دنیا میں کھو جاتا ہے تو رسالہ ختم ہو جاتا ہے۔

امید ہے لگن اور اخلاص کا شاہکار جہاں اپنوں کے لیے وجہ تسکین ہوگا وہاں خالی ذہن ہو کر پڑھنے والے منکر بھی اس سے استفادہ کئے بغیر نہیں رہیں گے۔ دعا ہے ذوق و شوق کا یہ نمائندہ رسالہ جس چاہت اور سوز کے ساتھ لکھا گیا ہے اللہ تعالیٰ اسی قدر اس کا فیض عام کرے۔ واللہ اعلم بالصواب

محمد معراج الاسلام

۱۱

الورع التقی الفاضل العلامہ الحاج مولانا

ابو داؤد **محمد صادق صاحب**

خطیب زینت المساجد گوجرانوالہ

حضرت الفاضل العلامہ الحاج مولانا مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم کا ایمان افروز مقالہ روح پرور رسالہ فقیر کی نظروں سے گذرا اور آفتاب رسالت و مہتاب ولایت کی ضیاپاشیوں سے دل منور اور دماغ معطر ہوا۔ مولیٰ تعالیٰ بحبیبہ الاعلیٰ علیہ التحیۃ والثناء حضرت مصنف کے علم و عمل اور فیوض وبرکات میں مزید ترقی عطا فرمائے۔

اگرچہ مسئلہ حاضر وناظر کے متعلق علماء اہلسنت کے متعدد رسائل وکتب منظر عام پر آچکی ہیں مگر ضرورت تھی کہ جیسا اس موضوع پر ایک عام فہم رسالہ منظر عام پر آتا جس سے امت کی رہنمائی کے لیے اکابر امت کے اقوال مبارکہ کا ذخیرہ ہوتا جس سے ایک طرف تو عشاق امت کی مضبوطی ایمان کا سامان ہوتا اور دوسری طرف ان بد نصیبوں پر اتمام حجت ہوتی جو نہ صرف اس شان مصطفوی کے منکر ہیں بلکہ معاذ اللہ اس اعتقاد کو کفر وشرک سے تعبیر کرتے ہیں۔ الحمد للہ کہ

اس رسالہ کی تالیف سے یہ ضرورت پوری ہوگئی جس میں اقوال اکابر کی روشنی میں نہایت نفیس ترتیب و دلنشین انداز میں مسئلہ حاضر و ناظر کو اجاگر کر کے واضح کر دیا گیا ہے کہ حق یہی ہے جس پر اکابر امت اعتقاد رکھتے اور بیان فرماتے چلے آئے ہیں اور یہی صراط مستقیم ہے اور بحکم حدیث البرکۃ مع اکابرکم (کشف الغمہ) اسی میں ساری برکت ہے اور شرک و بدعت کے بیوپاری و نجد و دیوبند کے بھکاری افراد کا عقیدہ حاضر و ناظر کو شرک قرار دینا سراسر حماقت اور خود اپنا ایمان خطرہ میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ اگر یہ عقیدہ مبارکہ شرک ہوتا تو ایسے ایسے جلیل القدر اکابر امت محدثین و مفسرین و ائمہ دین ہرگز اس اہتمام سے اسے بیان نہ فرماتے اور اگر معاذ اللہ اس عقیدۂ مبارکہ کے باعث اکابر امت بھی بزعمِ اہل نجد و دیوبند شرک میں مبتلا ہیں تو پھر یہ ''شرک'' اہل سنت کے لیے موجب ننگ و عار ہے اور نہ اہل نجد و دیوبند کو مسلمان کہلانے کا کوئی حق ہے اس لیے کہ جب ان کے مذہب نا مہذب میں اکابر امت کا ایمان معتبر نہیں تو پھر منکرین شانِ رسالات و گستاخانِ بارگاہِ نبوت کا اسلام کیونکر معتبر ہو سکتا ہے؟

محمد صادق غفرلہ،

گوجرانوالہ

(۱۲)

حب الرسول العلامہ الحاج مولانا

حافظ احسان الحق مدظلہ العالی

خطیب جامع مسجد ہجویری جناح کالونی فیصل آباد۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

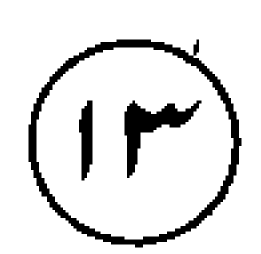
رسالہ مبارکہ مؤلفہ اخی فی اللہ الصوفی الصفی مولانا محمد امین، مہتمم مدرسہ امینیہ رضویہ محمد پور فیصل آباد کا متعدد مقامات سے مطالعہ کیا حق وثواب پر مشتمل پایا۔ مولےٰ تعالیٰ موصوف کی کوشش قبول فرمائے اور اہل اسلام کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق بخشے۔ رسالہ مذکور کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اکابر اولیاء امت ﴿رضی اللہ تعالیٰ عنہم﴾ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی صفت حاضر وناظر کو تسلیم کرتے ہیں۔

الحمد للہ ہم اہلسنت اسی کے قائل ہیں۔ اللھم ثبتنا علیہ

الفقیر محمد احسان الحق قادری رضوی غفرلہ

ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

۲ رجب المرجب ۱۳۹۵ھ



تاثرات

علامہ عبدالحکیم شرف قادری زید شرفہ

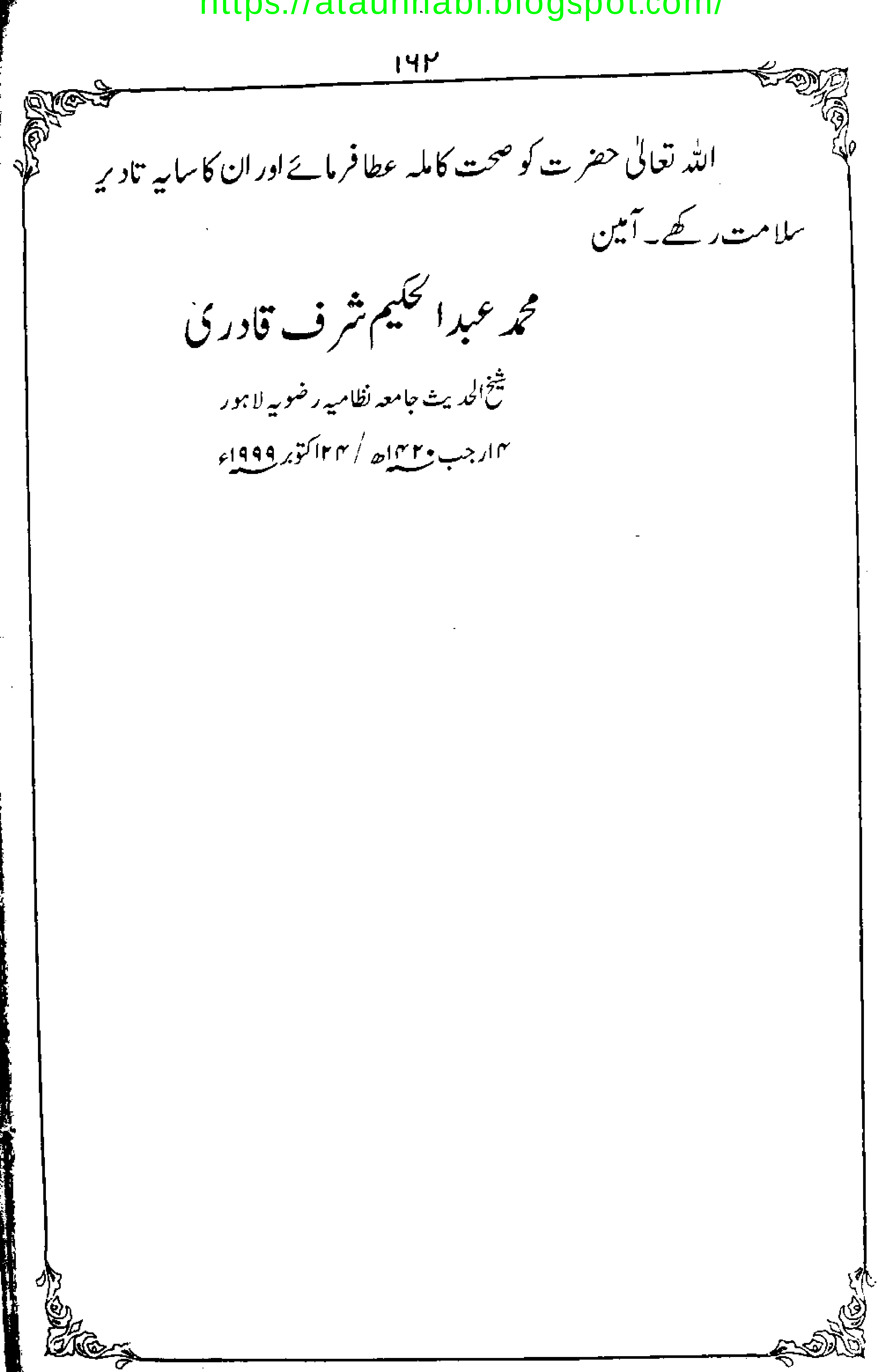
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! یادگار اسلاف، پیکر زہد و تقویٰ، فقیہ العصر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امین دامت برکاتہم العالیہ موجودہ دور کے ان دیدہ ور علماء و مشائخ میں سے ہیں جنہوں نے زبانی تبلیغ کے ساتھ قلمی تبلیغ واشاعت کی اہمیت کو محسوس کیا ہے۔

الحمد للہ! ان کی تصانیف کی اشاعت لاکھوں تک پہنچ چکی ہے۔

یہ امر باعث مسرت ہے کہ امینیہ رضویہ لائبریری کورنگی کراچی استاذ گرامی حضرت مفتی صاحب مدظلہ کا رسالہ مبارکہ حاضر و ناظر رسول شائع کر کے فری تقسیم کرنا چاہتی ہے۔

سرکار دوعالم ﷺ کے جلوے تو ہر جگہ ضوبار ہیں ہمارے دل کی سکرین ہی صاف نہ ہو تو ہمیں کیا دکھائی دے؟ یہ مسئلہ پڑھنا چاہتے ہوں تو حضرت مفتی صاحب مدظلہ کی ایمانی اور روحانی تحریر پڑھیئے ایمان تازہ ہو جائے گا۔



اللہ تعالیٰ حضرت کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور ان کا سایہ تادیر سلامت رکھے۔ آمین

محمد عبدالحکیم شرف قادری

شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

۱۴ رجب ۱۴۲۰ھ / ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۹ء

۱۴

حضرت مولانا مفتی ظفر علی صاحب نعمانی دامت برکاتہم العالیہ

مہتمم دار العلوم امجدیہ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

نحمدہ' ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

حاضر وناظر رسول ﷺ کتاب کے اکثر حصہ کو میں نے بغور دیکھا ہے۔ الحمد للہ کتاب بہت اچھی ہے اور بہت سنجیدہ پیرائے میں عقائدِ باطلہ کا رد کیا گیا ہے اور قرآن وحدیث سے مسلکِ اہلسنت کے حاضر وناظر مسئلے کو بہت اچھے پیرائے میں ثابت کیا گیا ہے جس سے پڑھے لکھے لوگوں کو بہت فائدہ ہوگا اور خلوص ونیک نیتی سے پڑھنے والوں کے عقائد بھی درست ہو جائینگے اور ایمان کے اندر کامل ترقی پیدا ہوگی۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ مفتی محمد امین صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ انکو مزید توفیق عطا فرمائے۔ اس قسم کے مسائل پر اسی طرح سے مدلل تصنیف فرمائیں۔ والسلام

مفتی محمد ظفر علی نعمانی

مہتمم دار العلوم امجدیہ کراچی

۱۶-۱۰-۹۹

(۱۵)

حضرت علامہ مولانا فیض اللہ صاحب مدظلہم العالی

ڈیرہ اسمٰعیل خاں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

نحمد اللہ المعطی ونصلی علیٰ رسولہ القاسم وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین ۔امابعد!

رسالہ مولفہ حاضر وناظر حضرت الفاضل مفتی ابو سعید محمد امین صاحب کابندہ نے غور سے مطالعہ کیا۔ مسئلہ مذکورہ میں کافی پایا۔ اس سے مفصل تحقیق میری نظر سے نہیں گزری۔ مؤلف موصوف کی سعی عنداللہ مقبول ہو۔

مسخ امت نیست در دنیا مگر
بے بصیرت دل ازاں بدتر نگر

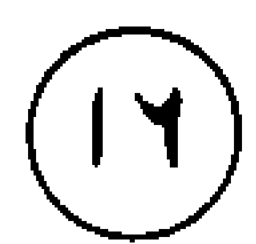
ورنہ اگر رسالہ ہذا کو نور ایمان سے مطالعہ کیا جائے رافع شک وریب ضرور ہوگا اور خوئے بدرا بہانہ بسیار کا علاج بغیر سکوت کے اور نہیں ہے۔ خود مولیٰ کریم جل وعلا کا فرمان ہے: النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم۔ بتقدیر معنی اقرب حضور کا مومنین سے حاضر وناظر بتاتا ہے

کہ مومنوں کا مصائب و تکالیف میں پڑنا سرکار کو ناگوار ہے۔ ان کا تکالیف میں ہونا اس کو ملحوظ ہوتا ہے اور یہ حاضر و ناظر ہونے کا ثمرہ ہے نیز پانچ وقت نماز میں السلام علیک ایھاالنبی مومنوں کا کہنا باعتقاد حاضر و ناظر ہونے حضور ﷺ کے مشہور و معروف دلیل ہے ورنہ غائب کو خطاب دیوانوں کا رویہ ہے۔ پھر یہ متر ددین خطاب کو تبدیل کر کے صیغۂ غائب سے نمازوں میں یاد کیا کریں۔ خدا تعالیٰ ہدایت فرمائے اور ہم سب کے دلوں میں عظمت مصطفیٰ ﷺ نقش کر دے۔ آمین

ھٰذاماظھرلی وعنداللّٰہ العلم الجلی والخفی

واناالفقیر المفتقر الی اللّٰہ القدیر فیض اللّٰہ جمالوی عفی عنہ

تحصیل و ضلع ڈیرہ غازی خاں



تاثرات شیخ القرآن، ابو البیان، العلامہ

الحاج مولانا غلام علی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

مہتمم جامعہ حنفیہ دارالعلوم اشرف المدارس اوکاڑہ

کتاب حاضر وناظر مولفہ حضرت علامہ الحاج مفتی محمد امین صاحب دام فیضہ کا مطالعہ کیا بحمدہ تعالیٰ اسکو مسلک اہلسنت وجماعت کے مطابق پایا۔ مسئلہ حاضر وناظر کے متعلق حضرت مفتی صاحب نے جو حوالہ جات درج فرمائے ہیں وہ صحیح ودرست ہیں اور مسئلہ متنازعہ فیہا کی صور مختلفہ کو سمجھنے میں ان سے کافی بصیرت حاصل ہوتی ہے۔ حق جل شانہ مولف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے مستفیض ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

یاربنا الکریم بحرمۃ النبی الکریم الرؤف الرحیم علیہ وعلی الہ افضل الصلوات والتسلیم۔

نمقہ بقلمہ الفقیر ابو الفضل غلام علی غفرلہ

خادم العلم الشریف بالجامعۃ الحنفیۃ اشرف المدارس

اوکاڑہ



۱۷

تاثرات صاحبزادہ والاشان مولانا العلامہ الحاج

صاحبزادہ غلام محمد صاحب زید شرفہم

سجادہ نشین آستانہ عالیہ بھور شریف ضلع میانوالی

حامداً ومصلیاً رسالہ موسومہ بہ حاضر وناظر پڑھنے کا شرف حاصل ہوا جو کہ روح کے لیے تازگی اور ایمان کیلئے پختگی کا باعث ہوا بلکہ اہل اسلام کے لیے اطمینان وایقان اور زندگی کے سفر کے لیے بہترین نمونہ ہے کیونکہ اس پر آشوب دور میں کفر وشرک کی تند وتیز آندھیاں چل رہی ہیں جس کے لیے ایسی تصنیف ایک قوی حصار ہے بالخصوص جب کہ بعض جماعتیں اسلام اور تبلیغ کے نام پر سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہی میں دھکیل رہی ہیں۔ ان سادہ لوح مسلمانوں کے دلوں سے عظمت مصطفیٰ ﷺ کو مٹانے کی فکر میں ہیں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے ایمان بچانے کے لیے اس قسم کی ایمان افروز کتابوں کا مطالعہ کریں۔ زیر نظر رسالہ جامع اور مختصر رسالہ مسئلہ حاضر وناظر میں شمع رسالت کے پروانوں کے لیے مژدہ جانفزا ہے۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ رب العزت جل شانہ حضرت العلامہ استاذی المکرّم الحاج مفتی محمد امین

﷽زادہ اللہ شرفاً﷽ کو زیادہ سے زیادہ مذہب حق اہلسنت و جماعت کی خدمت کی توفیق انیق عطا فرمائے اور ان کی اس سعی میں برکت فرمائے اور ہم سب کیلئے اس سرچشمہ فیض کو جاری رکھے اور ہر مسلمان کو حضور سرور کائنات مفخر موجودات ﷺ کی سچی محبت و غلامی نصیب فرمائے اور آپ کی شفاعت سے بہرہ ور فرمائے اور اس بندہ ناچیز کو ان چند سطور کے ذریعہ شمولیت کرنے سے بطفیل اپنے حبیب ﷺ سعادت دارین نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

حررہ طالب الدعاء

ابو الضیاء فقیر غلام محمد غفرلہ

آستانہ عالیہ فتحیہ نقشبندیہ بھور شریف

تحصیل عیسیٰ خیل ضلع میانوالی

۱۸

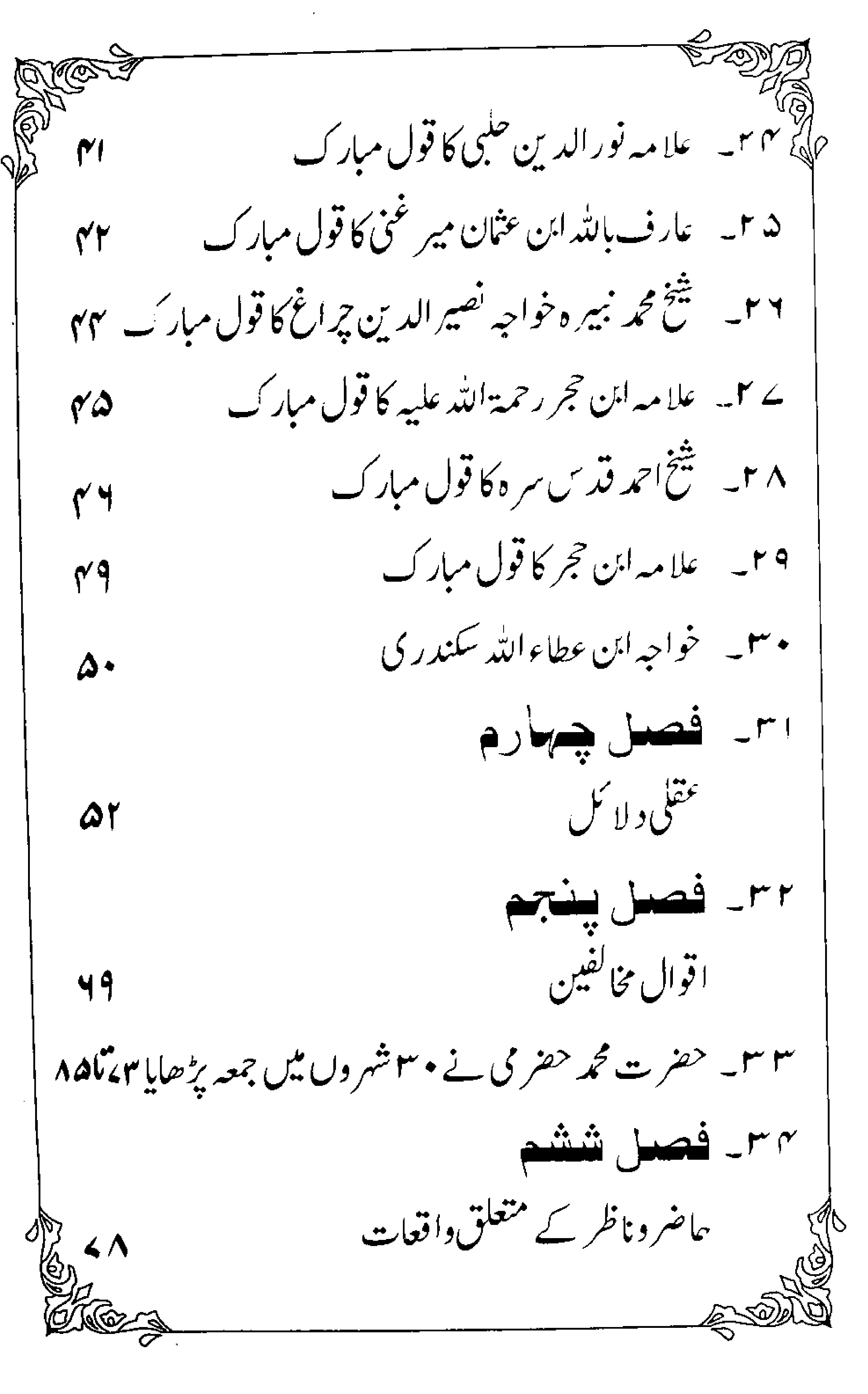
تاثرات پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری (پی ایچ ڈی)

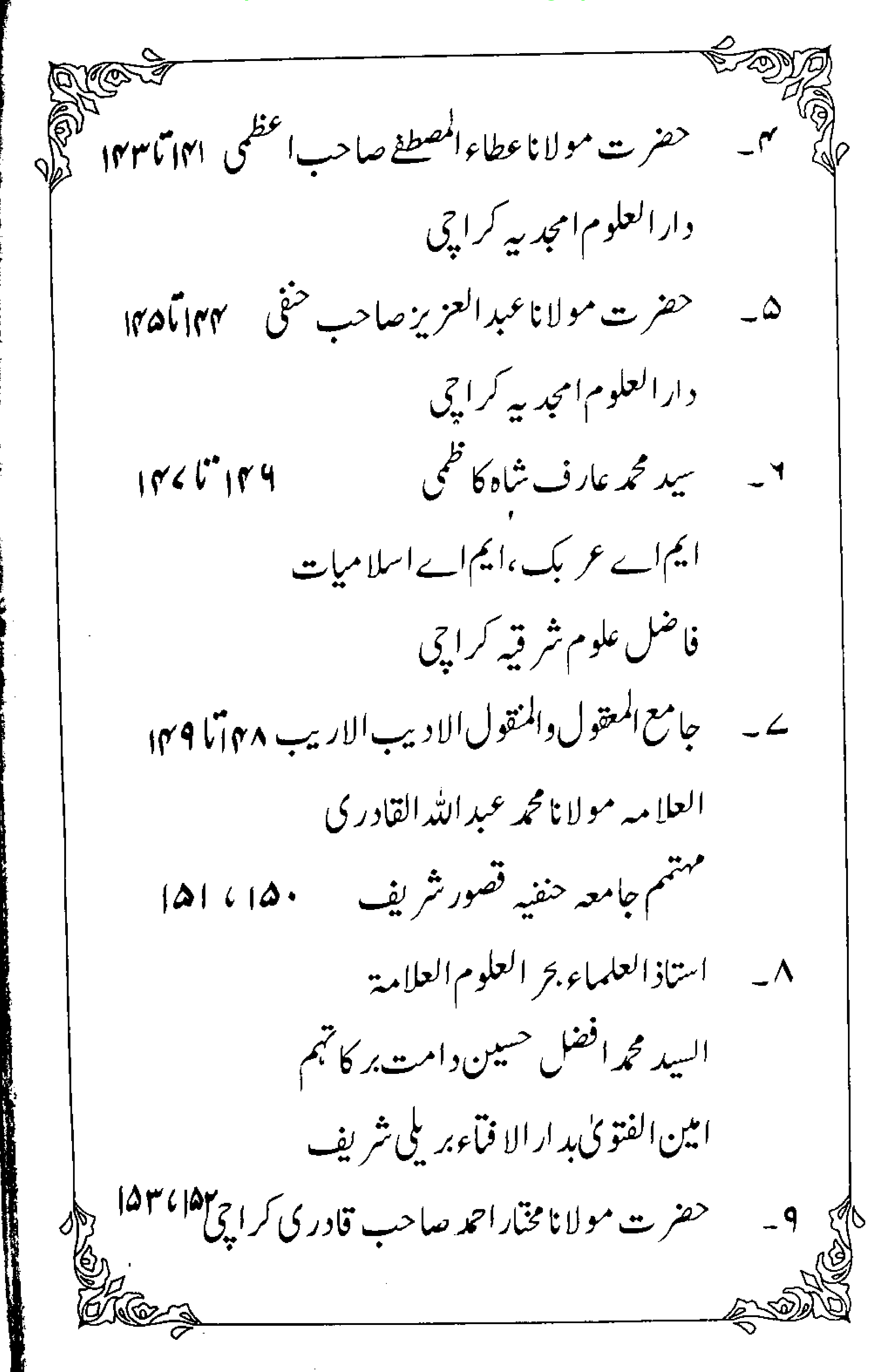
کراچی یونیورسٹی

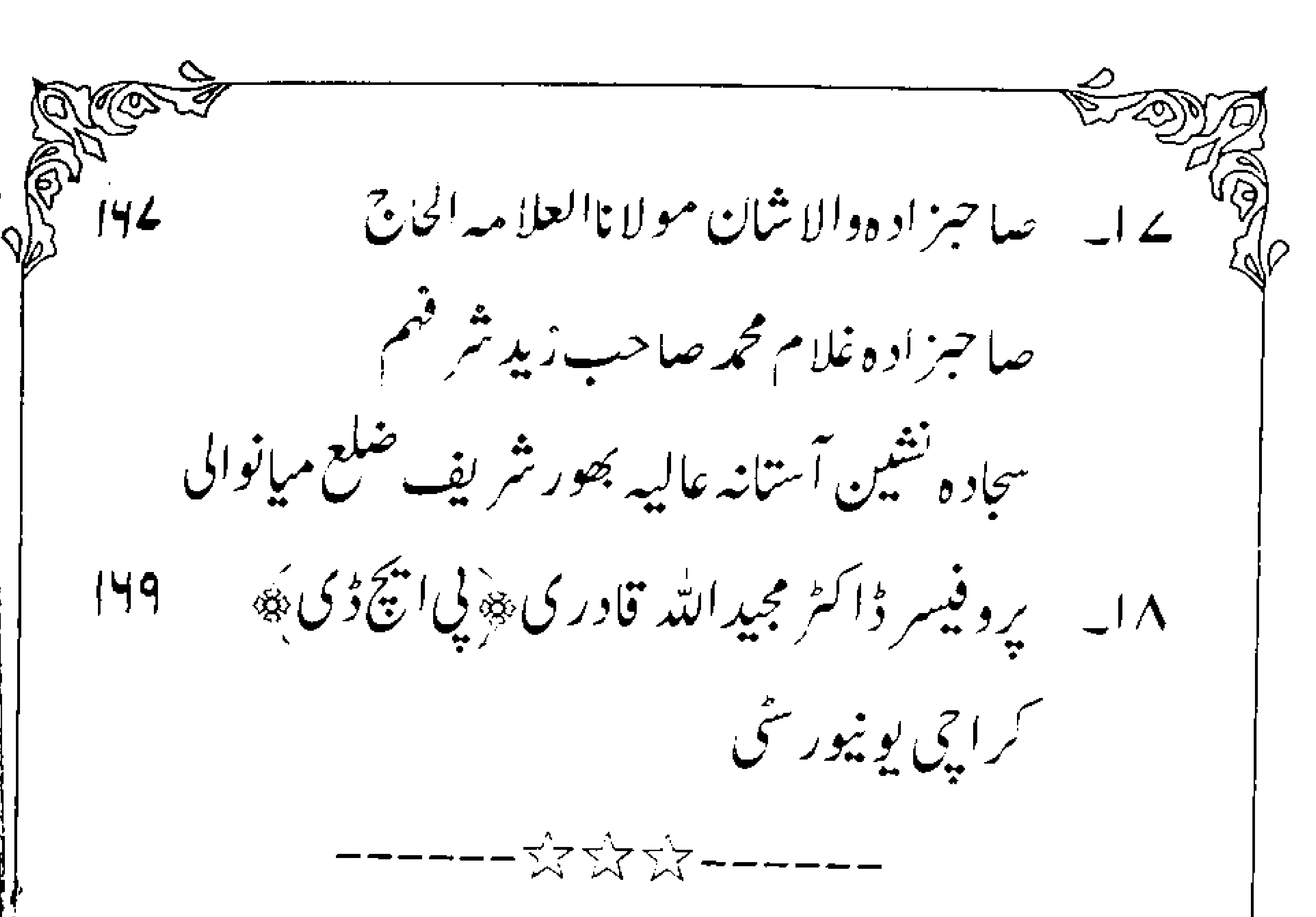
عصر حاضر کے صاحب قلم مفکر اسلام ممتاز عالم دین اور فقیہ عصر حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب نے حضور نبی کریم ﷺ کی صفت ''شاہد'' پر ایک کتاب بعنوان ''حاضر و ناظر رسول ﷺ'' قلمبند فرمائی ہے جس میں آپ نے ۷ فصلیں قائم کی ہیں اور اسلاف کے قواعد و ضوابط کے مطابق عقل اور نقلی دلائل کے ذریعے صفت شاہد کو کھول کر بیان فرمایا ہے۔ ساتھ ہی صفت شاہد کے وسیع معنوں سے نابلد افراد کو سمجھانے کی بھرپور سعی فرمائی ہے۔ آپ نے مشاہدات میں دور حاضر کے بھی کئی واقعات شامل کیے ہیں۔ آپ نے ان حضرات کا تعاقب بھی کیا ہے جو صرف لغت کا آئینہ استعمال کرتے اور وہ بھی ایسا دھندلا کہ جس میں اپنا چہرہ بھی صاف نظر نہ آئے تو اس میں نبی کریم ﷺ کے اوصاف کیسے نظر آئیں گے۔ آخر میں مصنف نے چند نصیحتیں بھی فرمائی ہیں۔

دعا ہے مولائے قدیر اس سعی کو قبول فرمائے اور قبلہ مفتی صاحب کو اہلسنت کی مزید خدمت کی توفیق مرحمت فرمائے آمین۔

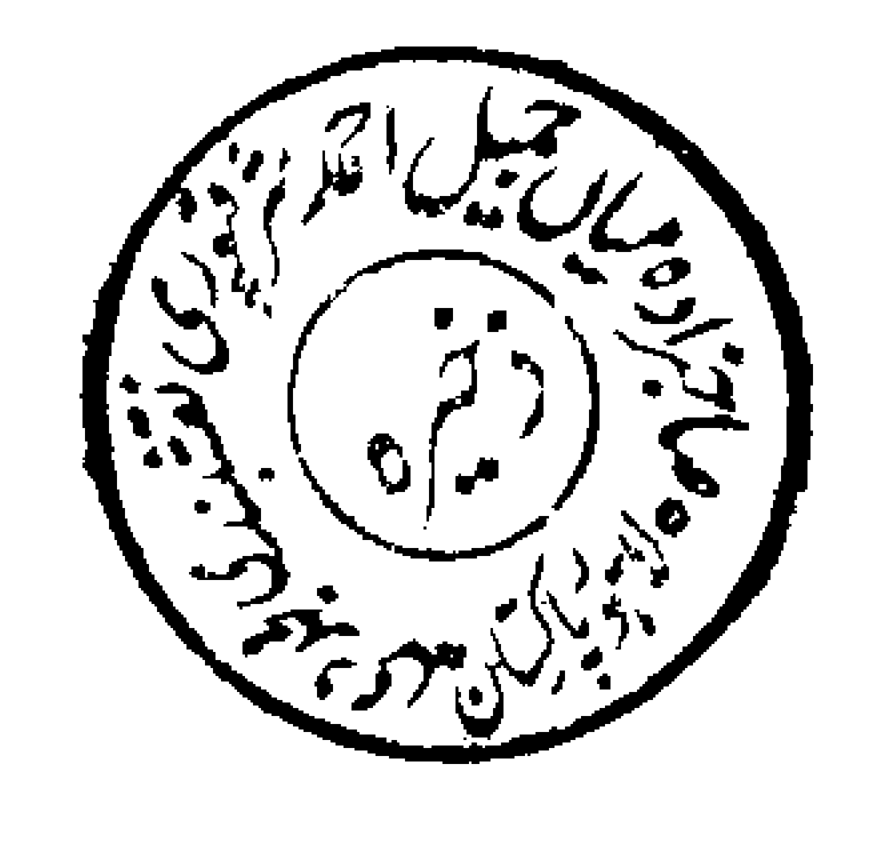
فہرست مضامین

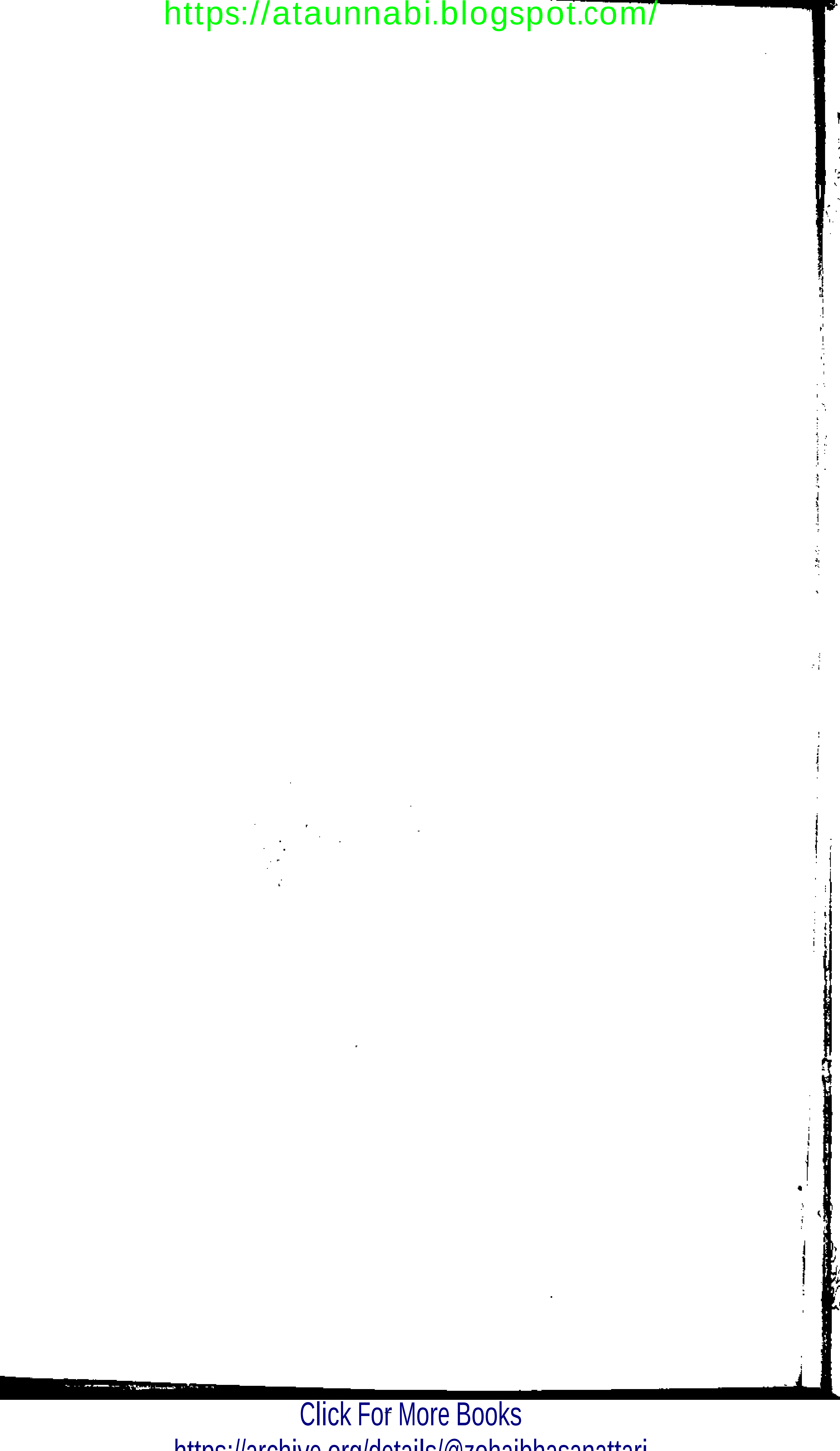






------☆☆☆------


ذخیرہ




مُصنف کی دیگر تصانیف
آبِ کوثر
مجلد
آبِ کوثر
جہیز ایڈیشن
بُرہان شریف
آبِ کوثر
بغیر مجلد
مقالاتِ امینیہ
حصہ دوم
بسلسلہ اصلاح اعمال
مقالاتِ امینیہ
حصہ اول
بسلسلہ اصلاح عقائد
خلیفۃ اللہ
حاضر و ناصر رسول صلی اللہ علیہ وسلم
حقوقِ زوجین
ناشر: ادارہ اشاعت و تبلیغ
محمد پورہ : فیصل آباد